بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

SENATE DEBATES

SENATE OF PAKISTAN

Saturday, the 14th December, 1985

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (State Bank Building), Islamabad, at 5.15 P.M. with Mr. Deputy Chairman (Makhdoom Muhammad Sajjad Hussain Qureshi) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QURAN)

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ
وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٥١﴾
فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴿١٥٢﴾

ترجمہ: میں پناہ مانگتا ہوں، اللہ کی شیطان مردود سے۔ شروع کرتا
ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے جیسا کہ ہم نے
بھیجا ایک رسول تم میں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور
تمہیں پاک کرتا اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم
فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا۔ تو میری یاد کرو۔ میں تمہارا چرچا کروں
گا اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو۔ (سورہ بقرہ رکوع اول آخری دو آیات)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

SENATE DEBATES

SENATE OF PAKISTAN

Saturday, the 14th December, 1985

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (State Bank Building), Islamabad, at 5.15 P.M. with Mr. Deputy Chairman (Makhdoom Muhammad Sajjad Hussain Qureshi) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QURAN)

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ
وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۵۱﴾
فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴿۱۵۲﴾

ترجمہ: میں پناہ مانگتا ہوں، اللہ کی شیطان مردود سے۔ شروع کرتا
ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے جیسا کہ ہم نے
بھیجا ایک رسول تم میں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور
تمہیں پاک کرتا اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم
فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا۔ تو میری یاد کرو۔ میں تمہارا چرچا کر دے
گا اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو۔ (سورہ بقرہ رکوع اول آخری دو آیات)

LEAVE OF ABSENCE

جناب ڈپٹی چیئرمین : جزاک اللہ ۔ ایک رخصت کی درخواست ہے ۔ میاں امیر حیدر رکن نے نجی مصروفیت کی وجہ سے ایوان سے ۱۴/۱۵ دسمبر کی رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا ایوان ان کی رخصت کی درخواست منظور کرتا ہے ؟

(رخصت کی درخواست منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین : اب پریویلیج موشن نمبر ۳۶ ۔ مولانا کوثر نیازی ۔

PRIVILEGE MOTION, *RE*: FAILURE OF THE GOVERNMENT TO ACT UPON THE RESOLUTION REGARDING WEEKLY HOLIDAY PASSED BY THE N.A.

مولانا کوثر نیازی : " ۱۲ ۔ دسمبر کو سینٹ کے وقفہ سوالات میں میرے ایک سوال کے جواب میں حکومت نے بتایا ہے کہ جمعہ اور ہفتہ کی دو چھٹیوں سے ملک کو فائدہ پہنچا ہے اور یہ کہ ہفتے میں ایک دن چھٹی کرنے کا مسئلہ حکومت کے زیر غور ہی نہیں ۔

ادھر پورا ملک جانتا ہے کہ قومی اسمبلی نے اپنی ایک متفقہ قرارداد کے ذریعے سے ہفتے میں دو چھٹیاں کرنے کے تجربے کو مسترد کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ ہفتے میں صرف ایک چھٹی کی جائے ۔ قومی اسمبلی جیسے مقتدر ایوان کی قرارداد کا حشر یہ ہوا ہے کہ حکومت سرے سے ہفتے میں ایک دن چھٹی کرنے کے مسئلہ پر غور ہی نہیں کر رہی ہے گویا اس نے اس کی ضرورت ہی نہیں سمجھی کہ قومی اسمبلی کی سفارش کو زیر غور لایا جائے ۔ ملک میں پارلیمنٹ کے ایک ایوان کی اس بے وقعتی سے سینٹ کا وقار مجروح ہوا ہے اور اس کی باافتیار حیثیت پر حرف آیا ہے ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایوان میں اس صورت حال پر غور کیا جائے ۔"

جناب چیئرمین : غیر جماعتی الیکشنوں کی بنیاد پر قومی اسمبلی اور سینٹ کے وجود میں آنے کے بعد ملک میں عام تاثر یہی تھا کہ یہ کوئی خود مختار ادارے نہیں ہوں گے بلکہ محض debating ادارے ہوں گے

جن میں اراکین اپنے خیالات کا اظہار کریں گے اور بس۔ بدقسمتی سے بعض قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت ان اداروں کو واقعتاً یہی درجہ دینا چاہتی ہے کہ انہیں دارالبحث تو رکھا جائے کہ ان میں تقریریں ہوں لیکن جو فیصلے یہ ایوان صادر کریں یا جو متفقہ سفارش یہ ایوان حکومت کے سامنے پیش کریں ان پر کان نہ دھرا جائے۔ اب اسی زیر بحث مسئلہ کو لیجئے کہ قومی اسمبلی میں ایک قرارداد پیش کی گئی کہ ہفتہ میں دو چھٹیاں نہیں ہونی چاہییں، ایک چھٹی ہونی چاہیئے اور اس پر ہاؤس نے متفقہ طور پر یہ قرارداد منظور کی جس میں حکومت پر زور دیا گیا کہ ہفتہ میں دو چھٹیاں کرنے کا تجربہ ناکام ہو چکا ہے۔ اس لئے ایک چھٹی ہمارے لئے کافی ہے۔ میں نے اس پر سوال کیا کہ آیا ہمارے نظام میں دو چھٹیوں کا تجربہ مفید رہا ہے یا حکومت یہ غور کر رہی ہے کہ چھٹیاں دو کی بجائے ایک ہو۔ اس کا جواب categorically یہ دیا گیا کہ دو چھٹیوں کا نظام بہت مفید ثابت ہوا ہے اور یہ کہ حکومت سرے سے غور ہی نہیں کر رہی کہ ایک چھٹی ہو۔

جناب والا! قومی اسمبلی میں قرارداد منظور کرنے، کرانے کا کیا فائدہ ہوا۔ اتنے فاضل اراکین نے وہاں جو خیالات ظاہر کئے، اس کے نتیجے میں ایک متفقہ قرارداد منظور کی گئی اس کا کیا فائدہ ہوا؟ اگر حکومت ایک مؤقر ایوان کی قرارداد کو اتنی اہمیت دیتی ہے کہ وہ اس پر غور بھی کرنے کو تیار نہیں ہے تو سوال یہ ہے کہ پھر قومی اسمبلی اور سینٹ کا وجود اور عدم وجود برابر ہے۔ جب پارلیمنٹ کا یہ مقام ہو تو ظاہر ہے کہ سینٹ کا پریسٹیج، اس کا استحقاق، اس کا مقام، عوام کی نظروں میں، خود ہماری نظروں میں بہت زیادہ مجروح ہوا ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس مسئلے پر ایوان غور کرے۔

<u>نوابزادہ عبدالغفور خان ہوتی</u>: عرض یہ ہے کہ میں مولانا صاحب کا بے حد احترام کرتا ہوں اور جو انہوں نے ارشاد فرمایا ہے، میں ان سے اتفاق

[Nawabzada Abdul Ghaffor Khan Hoti]

کرتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان سوالوں کے جوابات اسٹیبلشمنٹ ڈویژن سے حاصل کئے جاتے ہیں اور وہ ان کے جوابات تیار کرکے آپ کے سینٹ سیکرٹریٹ میں بھیج دیتے ہیں۔ اس سوال کا جواب جب میرے حوالے کیا گیا تو میں نے اس سے اتفاق نہ کیا اور میں نے اس کے حاشیہ پر لکھ دیا تھا کہ اس کا جواب یہ تھا۔

(a) Yes.

(b) That proposal is under consideration of the Government at present.

اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ یہ جواب دینے کا مجھے موقع نہیں ملا اور نہ ہی سوال اٹھایا گیا کیونکہ اس سوال سے پہلے ہی وقفہ سوالات ختم ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے میں نے جو correction کی تھی وہ بھی نہ ہو سکی۔ اس کے بعد اس کے اوپر ایک موشن بھی تھی، موشن بھی چونکہ آخر میں تھا، وقت ختم ہونے کی وجہ سے وہ بھی پیش نہ ہو سکی۔ اس لئے پھر یہ وضاحت پیش کرنے کا موقع نہ مل سکا۔ جس کے لئے میں ان سے معذرت چاہتا ہوں۔ یہ غلطی ہو گئی ہے۔ صحیح پوزیشن یہ ہے کہ حکومت اس کو consider کر رہی ہے۔ اصل میں پروسیجر یہ ہے کہ جب کوئی ایسی موشن پاس ہو جاتی ہے تو اسٹیبلشمنٹ ڈویژن اسے وزیراعظم کو put up کرتی ہے۔ وزیراعظم کی approval کے بعد وہ کیبنٹ میں جاتی ہے۔ کیبنٹ میں منسٹر صاحبان بیٹھتے ہیں اور اس پر غور کرتے ہیں اور پھر اسے پاس کرتے ہیں۔ پاس کرنے کے بعد پھر وہ مسئلہ اسمبلی میں آتا ہے تاکہ متعلقہ قانون کو amend کر دیا جائے۔ تو یہ مسئلہ ابھی اسی process میں ہے۔ اس پر غور ہو رہا ہے۔ اس لئے عرض کرتا ہوں کہ یہ غلطی ہو گئی ہے اور اسی وجہ سے ہوئی ہے کہ وقفہ سوالات ختم ہو گیا تھا اور practically یہ سوال نہیں پوچھا گیا تھا جس کی وجہ مجھے جواب دینے کا موقع نہ مل سکا تھا اسی لئے میں ان کے ارشادات کا احترام کرتا ہوں اور ان سے معافی چاہتا ہوں۔

مولانا کوثر نیازی : جناب وزیر صاحب کی اس وضاحت کے بعد کہ، حکومت غور کر رہی ہے، اور جو سیکرٹری صاحب کا لکھا ہوا نیچے سے آیا وہ غلطی سے چھپ گیا، وقفہ سوالات ختم ہونے کی وجہ سے ان کو موقع ہی نہیں ملا کہ وہ اصل جواب دے سکتے۔ اس لئے میں اپنی تحریک پر زور نہیں دیتا۔ مجھے امید ہے کہ حکومت اپنی اس Commitment کو پورا کرے گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ۔

نوابزادہ عبدالغفور خان ہوتی : میں آپ کا بے حد مشکور ہوں۔

میر نبی بخش زہری : میں عزت مآب مولانا صاحب کی خدمت میں آپ کی وساطت سے درخواست کرتا ہوں کہ "زور والی بات نہیں" بلکہ اصرار کے الفاظ استعمال کریں، یہ چیئرمین صاحب نے رولنگ دی ہے اور یہ ایوان کا فیصلہ ہے۔ مولانا صاحب اہل زبان ہیں، میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر وہ اس رول کی خلاف ورزی کریں اور اس فیصلہ کا احترام نہ کریں تو اور ہم کس سے توقع کر سکتے ہیں۔ شکریہ۔

Mr. Javed Jabbar : On a point of order, Sir. May one know under what interpretation of the rules has Question Hour been suspended for today ?

Mr. Deputy Chairman: Question Hour is not suspended.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Sir, this is also my point of order, what Mr. Javed Jabbar has said ?

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, as far as I know, the practice is, on Saturday the Question Hour is not taken up.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Sir, if you had to suspend the Question Hour, it should have been on last Thursday under what rule has it not been allowed today?

Mr. Deputy Chairman: You Know under Rule 36 no Question Hour will be held on one day in a week. We have adopted that. Saturday is a private members' day.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Rule 36 does not say that. I would submit with due respect, if you permit me, I will read Rule 36. It is provided there that there shall be no Question Hour on Friday, and today is Saturday. In the case of private members day, if you are pleased to see Rule 22 it says, on Friday private members' business shall have precedence, and on all other days no business other than Government business shall be transacted except with the consent of the leader of the House provided that if any Friday is a holiday, private member's business shall have precedence on the next working day. Now, in the case of questions no such provisions is given. It means that the question hour if it is a Friday, not otherwise, should have come because this difference is remarkably there between Rule 22 and Rule 36 which merely says that there shall be no Question Hour on Fridays.

But if you had to interpret because Saturday is a private members' day then, Sir, on last Thursday there should not have been any Question Hour, So, the interpretation is obviously not acceptable to you and, therefore, today we are being unduly deprived of the Question Hour.

Mr. Hasan A. Shaikh: I think my learned friend, if he permits me, is also wrong. Sir, Rule 22 provides that Friday will be a private members' day and Rule 36 provides that there will be no Question Hour on Friday. These rules were framed in 1973 when Sunday was a holiday, Friday was a working day and it was a private members day. The idea was one day of the week will have no Question Hour and that day is to be the Private members' Day. Now, the Private Members' Day was not be on Saturday *i.e.* today but it was on Thursday and yet the Question Hour was allowed on Thursday, therefore, there is really no specific room for complaint against the Question Hour being dispensed with. One day of the week and that is to be Saturday questions are not placed on the Table of the House. Thank you, Sir.

پروفیسر خورشید احمد : دراصل ہم رولز کے پابند ہیں اور اس کی
قیمت ہم برابر ادا کر رہے ہیں۔ تھوک کے حساب سے ہماری موشن محض رولز

کی بنا پر ذبح ہو جاتی ہیں۔ اگر رولز کہیں پرائیویٹ ممبرز ڈے یا سوالات کے حق میں جاتے ہوں، تو ان کی تعبیر میں ہمیں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیئے کہ ہم قانون کے الفاظ کا پورا پورا احترام کریں۔ قانون یہ کہتا ہے کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے جمعہ کو ہوا کرتا تھا جس وقت یہ قواعد بنے اور اسی کی مناسبت سے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر سوالات نہیں رکھے جاتے تھے۔ باقی تمام دن سوالات ہوتے تھے۔ آپ نے پرائیویٹ ممبرز ڈے جمعرات پر منتقل کر دیا اگر آپ اس قاعدے کی مناسبت سے اس دن سوالات نہ رکھتے تو ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ اس لئے کہ اس دن پرائیویٹ ممبرز ڈے تھا۔ دوسرے الفاظ میں ان رولز کے مطابق جو چیز ہفتہ کے لئے لاگو تھی۔ وہ جمعرات پر لاگو ہوتی ہے لیکن اس دن آپ نے کمال عنایت فرماتے ہوئے سوالات کے لئے گنجائش رکھی اب آج کے دن گورنمنٹ بزنس ڈے ہے آج پرائیویٹ ممبرز ڈے نہیں ہے آج چونکہ گورنمنٹ بزنس ڈے ہے اس لئے گورنمنٹ ممبرز ڈے کے سارے قواعد آج لاگو ہونے چاہیئں جس کے معنی یہ ہیں کہ یہاں پر سوال کا بھی وقت ہونا چاہیئے اور اس کے بعد گورنمنٹ بزنس آنا چاہیئے، یہ ہے دراصل قانونی پوزیشن۔ اگر ہم قواعد کے الفاظ کا اور مفہوم کا احترام کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں ان کو فالو کرنا چاہیئے۔ یہ سہارا لینا صحیح نہیں ہے کہ صاحب جمعرات کو سوالات ہو گئے تھے اس لئے آج چھٹی ہونی چاہیئے۔ یہ بات صحیح نہیں ہے۔ قواعد یہی کہتے ہیں۔ اگر اس کے علاوہ کوئی انٹرپٹیشن ہے تو ہمیں بتائی جائے ورنہ قاعدے کا احترام کیا جائے

جناب اقبال احمد خان : جناب چیئرمین! ہمارے سینٹ کے رولز میں یہ دیا ہوا ہے کہ جمعہ کے روز وقفہ سوالات نہیں ہوگا اور دوسرے رولز کے مطابق جمعہ کا روز ہی پرائیویٹ ممبرز ڈے ہوگا۔ اب رول ۲۲ میں یہ تو کہہ دیا گیا ہے کہ اگر جمعہ کے روز چھٹی ہوگی تو next working day بطور پرائیویٹ ممبرز ڈے کے لیا جائے گا۔

ایک معزز رکن : کیا آپ رولز ۳۶ کی بات کر رہے ہیں۔

جناب اقبال احمد خان : نہیں میں رول ۳۶ کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ میں تو رولز ۲۲ کی بابت عرض کر رہا ہوں۔ رول ۳۶ میں ہے کہ فرائیڈے کو وقفہ سوالات نہیں ہوگا۔

ہمارے نیشنل اسمبلی میں پرائیویٹ ممبرز ڈے منگل کو ہونا ہے لیکن وقفہ سوالات بدھ کو ہونا ہے اور پرائیویٹ ممبرز ڈے کو کوائسچن آور بھی ہوتا ہے اب یہاں جو مسئلہ پیدا ہوا اور اس ہاؤس کی پریکٹس بھی رہی، کہ ہفتے کو ہمیشہ وقفہ سوالات نہیں ہوا، اور آج وقفہ سوالات نہ ہونے کی وجوہات جو ہیں اس میں آپ جانتے ہیں کہ رولز کے مطابق کوئی سوال کو پوچھنے کے لئے متعلقہ منسٹری کو آٹھ دن کا نوٹس دینا ہوتا ہے اور اس کے مطابق آپ کے سیکرٹریٹ سے تمام منسٹریز کو اطلاع دی جاتی ہے کہ فلاں سوال کا فلاں تاریخ کو پوچھا جائے گا۔ منسٹر صاحبان اس کے مطابق اپنا بزنس ارینج کر کے بروقت سینٹ کو ٹرانسمٹ کر دیتے ہیں اور وہ پرنٹ کرا کے پھر متعلقہ سٹنگ میں پوچھے جاتے ہیں۔ اب جب ہم نے dispense with کی گذارش کی کہ جینج کر لیا جائے تو ہم نے ہفتے کی جگہ جمعرات کرنے کی گذارش کی، اس معزز ایوان نے مہربانی کی، اور وہ ہو گیا، لیکن جہاں تک آج کے دن کے سوال کا تعلق ہے اس کا نوٹس تو آٹھ دن پہلے منسٹریز کو جانا تھا اور وہ یا تین دن پہلے مقررہ دن بدل دینا سینٹ سیکرٹریٹ کے لئے ممکن نہیں تھا کیونکہ وہ آج کے دن کے سوالات کے نوٹس آٹھ دن پہلے دے دیتے ہیں پہلے کے جو نوٹس تھے اس میں آج کی تاریخ شامل نہیں تھی، اس وجہ سے یہ ممکن نہیں تھا کہ آج کے دن کو بطور پرائیویٹ ممبرز ڈے کے استعمال کیا جاتا۔ اگر رکھ بھی لیا جائے تو رولز کے مطابق نوٹس منسٹریز کو نہیں پہنچے گا اور ان کے جوابات آپ کے پاس نہیں آئیں گے تو وہ پرنٹ کیسے ہوں گے۔ اس وجہ سے کوئی دس دن پندرہ دن پہلے اس بات کا فیصلہ کر لیا جائے کہ فلاں

تاریخ کو پرائیویٹ ممبرز ڈے نہیں ہوگا اور اس دن وقفہ سوالات بھی ہوگا یا نہیں ہوگا۔ تو پھر تو منسٹریز کو اطلاع کی جا سکتی تھی۔ اور یہ پریکٹس چونکہ پہلے سے چلی آرہی ہے کہ ہفتہ کو وقفہ سوالات نہیں ہوگا۔ اور آپ کی جو روٹین ہے اور آپ اگر اپنا وہ پروگرام دیکھیں جس میں آپ نے دیا ہوا ہے کہ کن کن تاریخوں کو کون کونسی منسٹریز جوابات دیں گی تو اس میں ہفتے کا نام نہیں ہے اس وجہ سے یہ ممکن ہی نہیں تھا اور پہلی پریکٹس کے مطابق آپ کے سیکرٹریٹ نے کام کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس میں کسی قسم کی رولز کے خلاف ورزی نہیں ہوئی ہے۔ بہت مہربانی۔

Mr. Ahmed Mian Soomro: Sir, I think if the honourable Law Minister just like the honourable Minister for Railways had admitted some mistakes whether of the Secretariat because the honourable Law Minister himself moved that instead of Saturday Thursday may be made a private members day. Probably we could have admitted it as a mistake. But if the honourable Law Minister wants to justify the right of this House being taken away, I certainly would appeal to him that this isnot the correct attitude. If it is a mistake of the Secretariat or anybody else, we are not ruling the Secretariat. We say, this is the right of the House. There is a difference between Rule 22 and 36 whereas Rule 22 says, that if a Friday is a holiday, next working day will be the private members' day Rule 36 does not say that and when it does not say, it means, it specifically excludes it. What the National Assembly is doing, it is an autonomous body itself. They have their own Rules of Procedure which guide them. This Senate has its own Rules of Procedure. We have pointed out that according to our Rules of procedure today there should have been Question Hour and therefore, we have been deprived of our right, if they want notice of eight days, I don't dispute that. This day was also changed at the request of Law Minister. So, I think instead of trying to justify it, we should have admitted our mistake, we should have accepted it, mistakes do occur. After all we are human beings. But I am only sorry at this time to justify it.

جناب اقبال احمد خان : میرے دل میں معزز رکن کے لئے تمام تر عزت اور احترام اور وقار ہے میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اگر mistake on the part of the Govt. ہوا اور وہ واقعی Mistake ہو تو مجھے یقیناً اس بات کو تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں ہوگا۔ میں رولز کی پوزیشن ایکسپلین کر رہا تھا۔ کیونکہ سوالات اور اس کے ورک کا arrange کرنا سینٹ سیکرٹریٹ کا کام ہے یہ گورنمنٹ کا کام نہیں ہے رول 41 کی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کراتا ہوں اور پھر یہ فرمائیں کہ اگر گورنمنٹ کی mistake ہے تو Then I am prepared to tender my unqualified appology; اگر گورنمنٹ کی طرف سے کوئی بات ہوئی ہے تو

I was just explaining the position of the rules. Rule 41 says; The time available for answering questions shall be allotted on different days in rotation for the answering of questions relating to such Division or Divisions of the Government as the Chairman may, from time to time, specify and on such day, unless the Chairman with the consent of the Ministry conerned otherwise directs, only questions relating to the Division or Divisions for which time on that day has been allotted, and questions addressed to private members, shall be placed on the list of questions for answers.

تو حضور والا! میں نے یہ گذارش کی ہے چونکہ آپ کے ہاں ایک پریکٹس ہے کہ ہفتے کو وقفہ سوالات نہیں ہوگا۔ اور آپ نے جو ایلوکیشن سرکلیٹ کی ہے کہ کس منسٹری کے کس دن وقفہ سوالات ہوگا۔ اس میں سارا پروگرام نکال کر دیکھ لیجئے اس میں ہفتہ نہیں ہے۔ میں نے تو جناب والا رولز کے مطابق گذارش کی ہے۔ This is the job of the Secretariat. انہوں نے سوالات کو لگانا ہوتا ہے اور یہ چیز گورنمنٹ کی طرف سے نہیں کی جا سکتی۔ پرائیویٹ ممبرز ڈے تھا وہ ہم نے آپ کی خدمت میں عرض کیا، ہم نے موشن دی آپ نے مہربانی فرمائی اس کو قبول فرمایا اور اس کے مطابق ہم نے پرائیویٹ ممبرز کا بزنس ہفتے کی

بجائے جمعرات کو کرلیا سوالات کا جہاں تک تعلق تھا، سوالات آپ نے جمعرات کو رکھے ہوئے تھے۔ وہ پوچھے گئے، ہفتے کو نہیں رکھے گئے تھے، اور اس میں نہیں آئے، اور یہی پریکٹس چلی آرہی ہے اس لئے اگر کوئی mistake ہمارے پارٹ پر ہو، تو ہم ضرور معذرت کرنے کو تیار ہیں، اور اگر سینٹ سیکرٹریٹ کی بات ہو، تو معزز رکن مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ ان کے متعلق question اس طریقے سے نہیں پیش کیا جا سکتا۔ وہ چیئرمین صاحب سے ملاقات میں یا لیٹر کے ذریعے سے clarification لے سکتے ہیں۔

Mr. Ahmed Mian Soomro: Did any of us accuse the Government that the Government has done this? We have pointed out that this right of the Senate has gone whoever is responsible and the Law Minister got up to justify it.

Mr. M. Zahoor-ul-Haq: Mr. Chairman, Sir, the shifting of the private members day to Thursday and the shifting of the official day of Thursday to Saturday was on the request of the honourable Minister for Justice. The mistake has crept in that the change was effected but the Question Hour was retained on Thursday and it was deleted on this day, otherwise, it should have been *vise-e-versa*. So, the mistake has crept in and we would not like to saddle the individual with a liability; but the mistake has crept in, whether that is of the Secretariat or of the Minister concerned or someone else. I would like to suggest a solution and I invite your honour's attention to Rule 27(2), save as otherwise provided by these rules, the business for the day shall be transacted in the order in which it appears in the Orders of the Day. So, the Question Hour stands deleted from the Orders of the Day; and, therefore, you have got the power that no business, which is not included in the Orders of the Day shall be transacted at any sitting without the leave of the Chairman. In view of the fact that Ministry concerned have not been intimated about the questions within requisite time, therefore, it is not possible to bring in the Question Hour right now. Therefore, I would suggest that under Rule 27(2) (b) the Chairman should exercise the power and finish the matter so that we may proceed with the legislation work.

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! پہلی چیز تو یہ ہے کہ یہ کوئی پرسنل معاملہ تو نہیں ہے۔ ہمیں دراصل صحیح روایات قائم کرنی ہیں۔ اور قواعد کی صحیح روایت قائم کرنی ہیں۔ دوسری چیز یہ ہے کہ جیسا کہ ابھی میرے معزز بھائی نے کہا کہ ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ آپ اس وقت سوالات لے آئیے۔ ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ آئندہ کے لئے اس معاملے میں ضروری احتیاط برتی جائے۔ رول نمبر ۴۱ کا حوالہ دیا گیا ہے میں آپ کی توجہ اس کی طرف مبذول کراؤں گا کہ بلاشبہ اس رول کے تحت قاعدہ یہی ہے کہ پہلے سے مختلف دن، مختلف ڈویژن کے لئے الاٹ کر دئے جاتے ہیں اور اس کے بعد پھر متعلقہ دن پر جوابات فراہم کئے جاتے ہیں۔ لیکن اس میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ

Unless the Chairman with the consent of the Minister concerned otherwise directs.

دوسرے لفظوں میں اگر کوئی غیر معمولی صورت حال پیدا ہو گئی ہے تو رولز میں اس بات کی پوری گنجائش تھی اور یہ بات چار دن پہلے ہوئی، آج نہیں ہوئی جس وقت یہ بات طے ہوئی تھی کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے فلاں دن ہوگا تو اور گورنمنٹ ڈے Saturday کے لئے ہو جائے گا۔ اسی وقت دراصل یہ بات بھی طے کی جا سکتی تھی۔

نمبر ۱۔ کہ کوئی وقفہ سوالات نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ وقفہ سوالات Saturday کے لئے منتقل کر دیا جائے گا جس کے معنی یہ تھے کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے کو ایک گھنٹہ مزید مل جاتا۔ آپ کو معلوم ہے کہ تقریباً سات قراردادیں جو ٹیبل پر تھیں وہ نہیں آسکیں۔ ان میں سے چند بڑی اہم تھیں اگر یہ راستہ اختیار نہیں کیا گیا تو دوسرا راستہ یہ تھا کہ

Unless the Chairman with the consent of the Ministers concerned otherwise directs.

اس کا سہارا لیتے اس لئے کہ سوالات تو آپ کے پاس پندرہ دن پہلے آ گئے ہیں۔ یا دو مہینے پہلے آ گئے ہیں۔ ابھی جو سوالات نمٹائے جا رہے

ہیں وہ دو مہینے پہلے آئے تھے۔ اور جو منسٹریز کو بھی بہت مدت پہلے بھیجے جا چکے تھے۔ تو ایڈجسٹمنٹ ہو سکتا تھا کہ اتوار کی بجائے ہفتہ کو آجاتے لیکن یہ کام نہیں کیا گیا۔

اب ہم اس کے اوپر زیادہ شور نہیں ڈالنا چاہتے لیکن اتنی بات ضرور کہنا چاہتے ہیں کہ آئندہ یہ شکل نہیں ہونی چاہیئے اگر کبھی پرائیویٹ ممبرز ڈے تبدیل کیا جائے تو اس کے نتیجے کے طور پر واقع ہونے والی بات کو بھی پیش نظر رکھا جائے۔

جناب اقبال احمد خان: جیسے تجویز فرمایا گیا اس کے متعلق چیئرمین صاحب غور فرمالیں لیکن میں پھر عرض کرنے کی جسارت کر رہا ہوں کہ جس طریقے سے کچھ معزز اراکین نے اظہار فرمایا ہے کہ یہ کوئی mistake ہے اور نہ ہی یہ mishappening ہے یہ already سبجیکٹ روٹین کے مطابق ہوا ہے۔ البتہ مستقبل کے لئے آپ کہہ سکتے ہیں کہ آئندہ اسی طریقے سے کر لینا چاہیئے۔ لیکن آج کے دن کے لئے نہ ہی کوئی اس کو mistake کہا جا سکتا ہے نہ یہ miskhappening ہے یہ رولز کے مطابق ہی ہوا ہے آئندہ کے متعلق جو فیصلہ جناب چیئرمین صاحب فرمائیں گے ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں تمام فاضل اراکین جناب احمد میاں سومرو صاحب، جناب جاوید جبار صاحب، اور جناب پروفیسر خورشید احمد صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ایک غلطی کی طرف نشاندہی کی ہے۔ واقعی یہ فرو گزاشت ہوئی ہے گو کہ یہ عمداً نہیں کی گئی لیکن یہ فرو گزاشت ہے۔ میں خاص طور پر بیرسٹر ظہور الحق صاحب کا شکر گزار ہوں جنہوں نے نہایت قابلیت سے ہمیں اس مخمصے سے نکالا ہے۔ اور اس قابل کیا ہے کہ ہم ایوان کے قیمتی وقت کو ضائع کئے بغیر آگے بڑھ سکیں آئندہ احتیاط کی جائے گی۔ اور ایسی غلطی آئندہ نہیں ہو گی۔ جیسے وزیر عدل نے فرما دیا ہے کہ یہ intentional نہیں تھی۔ انہوں نے اس

کو clear کر دیا ہے ۔ بہرحال اب ہم اگلا آئیٹم جو ہے ۔۔۔ (مداخلت)

مولانا کوثر نیازی : پوائنٹ آف آرڈر سر ۔ جناب والا ! پرسوں جو میں نے بہاری مسلمان بھائیوں کے سلسلے میں قرارداد پیش کی تھی میں اس وقت نوابزادہ صاحب کی فاضلانہ تقریر کے ایک دو جملے سن نہیں سکا تھا ورنہ اسی وقت ان کی خدمت میں عرض کرتا ۔ کل جب وہ اخبارات میں چھپے تو دیکھا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ موتمر عالم اسلامی اس سلسلے میں فنڈز اکٹھے کر رہی ہے اور اب تک ۳۵ بلین غالباً انہوں نے کہا کہ وہ جمع کر چکی ہے ۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے غالباً یہ تنظیم رابطۂ عالم اسلامی ہے ۔ موتمر عالم اسلامی نہیں ہے ۔ یہ دونوں مختلف تنظیمیں ہیں ۔ اور رابطہ عالم اسلامی سعودی عرب میں واقع ہے ۔ موتمر عالم اسلامی کے بانی مفتئ اعظم فلسطین تھے ۔ تو ایسا نہ ہو کہ ایک کی کارگردگی دوسرے کے کھاتے میں ڈال دی جائے ۔ اس سلسلے میں اگر نوابزادہ صاحب کچھ زیادہ معلومات رکھتے ہوں تو ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ بتا دیں ۔

Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti: Sir, I am grateful to the honourable member. He is quite right which was said here was '*Rabta*' and not *Motimer*. It is a misprint in the newspaper.

Mr. Deputy Chairman: Thank you Adjournment Motion, No. 29 Janab Abdur Rahim Mir Dad Khel.

ADJ. MOTION *RE*: NON-AVAILABILITY OF HOSTEL ACCOMMODATION TO STUDENTS.

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ "مورخہ یکم ستمبر ۱۹۸۵ء کو روزنامہ جنگ کوئٹہ میں نمایاں طور پر شائع ہوا ہے کہ طلباء کو ہوسٹلوں میں کمرے مہیا نہیں کئے جاتے جس کی وجہ سے وہ کرائے کے مکانوں میں رہنے پر مجبور ہیں ۔ اور انہیں اس بات پر مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ کسی تنظیم میں شامل ہوں ۔ وسائل کم ہونے کی وجہ سے

طلباء مکانوں کے کرائے ادا نہیں کر سکتے جس کی وجہ سے وہ تعلیمی مسائل سے دوچار ہوتے ہیں ایوان اس اہم مسئلے پر غور فرمائے۔

جناب چیئرمین! کالجوں میں جتنے ہوسٹل بھی بنتے ہیں ان کو حکومت باقاعدہ ایک بہت بڑے منصوبے کے ساتھ چلاتی ہے۔ اور منصوبے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ طلباء کو ہر قسم کی سہولت مہیا ہو۔ اگر وہ فنڈ اور رقم کالجوں کی بلڈنگز بنا کر خرچ کر دی جائے اور پھر جس مقصد کیلئے بنایا جاتا ہے وہ مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ اس میں یہ بات ضرور رہے کہ وہاں طلباء کے بعض ایسے گروپس ہیں کہ ایک گروپس دوسرے کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اور جس گروپ کا تھوڑا بہت بھی ہولڈ ہے وہ دوسرے کو داخلے سے بھی محروم کر سکتا ہے۔ تو تعلیمی اداروں میں اگر پرنسپل اور حکومت کا کنٹرول نہ ہو اور کنٹرول کسی اور کے ہاتھ میں دے دیا جائے تو قانون ان کے ہاتھ میں آئے گا تو پھر اس معاشرے کا کیا بنے گا؟

اسی طرح یہ طلباء جو دور دراز سے آئے ہوئے ہیں ان کو ان تنظیموں میں شمولیت کئے بغیر کمرے نہیں ملتے جس کی وجہ سے بہت سے طالب علم ہوٹلوں اور کرائے کے مکانوں میں رہنے پر مجبور ہیں۔ اور اکثر اوقات ان تنظیموں کے کمروں میں ایسے لوگ بھی قیام کرتے ہیں جن کو تعلیمی اداروں سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ بعض تنظیموں کا یہ اقدام تعلیم کی ترقی اور فروغ کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ پوری صورت حال یہ ہے کہ اکثر اوقات طلباء کو ڈرایا دھمکایا جاتا ہے اور ایسے لوگ تعلیمی اداروں سے فارغ ہونے کے بعد ملک و قوم کی خدمت نہیں کر سکتے۔ تعلیم کے فروغ کے لئے ضروری ہے کہ اس صورت حال کا خاتمہ ہو اور ہر طالب علم آزادانہ ماحول میں تعلیم حاصل کر سکے تاکہ ملک و قوم کے مستقبل کے لئے اچھے لوگ مل سکیں۔

جناب اقبال احمد خان : جناب چیئرمین ! اگر معزز رکن کوئی تفصیلی بیان گورنمنٹ سے اس تحریک التوا پر چاہیں تو پھر میں یہ عرض کروں گا کہ اس کو پینڈنگ کر دیا جائے کیونکہ متعلقہ وزیر صاحب ضروری کام کے باعث اس وقت تشریف نہیں لائے ۔ البتہ میں عرض کروں گا کہ یہ زیر قاعدہ ۱۷، ای اور ایف inadmissible ہے ۔ میں اس کی ایڈمیسیبلٹی پر معترض ہوں ۔ اب اگر معزز رکن چاہیں تو پینڈنگ کریں نہیں تو میں اس پر اپنی گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایڈمیسیبل نہیں ہے یہ صوبائی مسئلہ ہے اور دوسرا یہ ہے کہ جناب یہ یکم ستمبر کی بات کرتے ہیں اکتوبر کے آخر پر انہوں نے موشن دی ہے ۔ معاملہ حال ہی میں وقوع پذیر بھی نہیں بنتا، یہ فوری طور پر پیش ہونی چاہیئے تھی ۔ اس لئے دونوں بنیادوں پر یہ inadmissible ہے ۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : جناب چیئرمین ! میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ جیسے محترم وزیر نے یہ فرمایا کہ آیا کہ میں اس کو ملتوی کرنے کا خواہشمند ہوں اور میں جب کھڑا ہونے والا تھا تو انہوں نے اپنا دوسرا حکم صادر فرما دیا کہ یہ کوئی بات نہیں ہے بات یہ ہے کہ اب آپ کی پہلی بات پر اعتماد کروں یا آپ کی بعد والی بات پر ؟

جناب اقبال احمد خان : جناب والا ! میں نے تو گذارش کی تھی لیکن اس معزز ایوان کی طرف سے کچھ سینیٹرز نے کہا کہ ایڈمیسیبلٹی کی بات کرد اسلئے میں نے کہا کہ یہ صوبائی مسئلہ ہے اور نہ یہ حال ہی میں وقوع پذیر ہوا ہے ۔ ان دو بنیادوں پر یہ موشن inadmissible ہے

سردار خضر حیات خان : اگر inadmissible ہے تو اس کو defer کیوں کروایا جا رہا ہے ؟

جناب اقبال احمد خان : ڈیفر جناب اس لئے کہ اکثر اوقات یہاں یہ جب کوئی موشن پیش کی جاتی ہے تو معزز اراکین کا مقصد یہ ہوتا ہے

کہ کسی طریقے سے گورنمنٹ کے نوٹس میں کوئی مسائل آجائیں اور ان کے حل کے لئے کوئی اقدام کیا جا سکے۔ تو جو رولنز کے مطابق موشنز inadmissible ہو جاتی ہیں اس کے باوجود گورنمنٹ کی طرف سے کچھ clarification کی جاتی ہے چونکہ آج متعلقہ وزیر صاحب یہاں موجود نہیں ہے اس لئے میں نے محسوس کیا کہ معزز رکن کہیں یہ نہ کہیں کہ حکومت شاید کوئی بیان نہیں دینا چاہتی۔ میں نے تب عرض کیا تھا کہ ان کا انتظار فرما لیں اگر آج پر اصرار کرتے ہیں تو پھر مجھے تو Admissibility پر بات کرنی ہو گی۔ وہ بیان میں نے اس لئے دیا کہ میں ان کا حق نہیں لینا چاہتا تھا کہ ماضی میں ہوتا رہا کہ موشن پر بیان آنا تھا اس حق کے لئے میں نے گذارش کی تھی کہ اگر آپ انتظار فرما سکیں تو ہمارے جو متعلقہ وزیر ہیں وہ کچھ بیان دے سکیں گے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : میں آپ کی بات سے بالکل اتفاق کرتا ہوں اور میں آپ کا اتنا احترام کرتا ہوں اور اس کا انشاء اللہ یہ ثبوت ہے کہ جب متعلقہ وزیر آئیں گے تو اس وقت یہ تحریک پیش کی جائے گی۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : تحریک التواء نمبر ۸۵ محترم حمزہ خان پلیجو۔

جناب اقبال احمد خان : جناب! ان کی اس تحریک التواء کو pending کرنے کیلئے میری درخواست ہے کہ جناب وزیر داخلہ صاحب بوجہ ناسازی طبع تشریف نہیں لائے اس لئے میں گذارش کروں گا کہ یہ موشن اور دوسری موشنز جو وزیر داخلہ صاحب سے تعلق رکھتی ہیں ان کو آپ کل کے لئے رکھ لیں۔ نمبر ۸۵ بھی ان سے متعلق ہے اور ایک مولانا کوثر نیازی صاحب کی بھی ان کے متعلق ہے۔ اس لئے میری درخواست ہو گی کہ ان کو وزیر داخلہ صاحب کے آنے تک pending رکھ لیا جائے۔

جناب حمزہ خان پلیجو : جناب یہ جو تحریک التواء ہے یہ میں نے کم سے کم تین مہینے پہلے دی تھی اور چھ سوالات جو میں نے دئے تھے ان کو

[Mr. Hamzo Khan Bolijo]

کم سے کم ۸ مہینے ہوئے ہیں ان میں سے میرا صرف ایک سوال آیا تھا اور نہ بہاریوں کے متعلق میرا جو سوال تھا وہ بھی نہیں آیا یعنی قرارداد تو بہاریوں کے متعلق آگئی لیکن میرا سوال نہیں آیا۔ اور تحریکِ التواء جو ہے اس کا چار مہینے کے بعد آج نمبر آ رہا ہے تو یہ کہا جا رہا ہے کہ اس کا جواب ہم جب منسٹر صاحب آئیں گے تو پھر دیں گے۔

جناب اقبال احمد خان : جناب گذارش یہ ہے کہ جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ کبھی کوئی انسان علیل بھی ہو سکتا ہے اب یہ موشن آئی ہے تو اگر معزز رکن پڑھنا چاہتے ہیں تو پڑھ لیں پھر میں اس پر کوئی ٹیکنیکل گذارش کروں گا۔ میں تو چاہتا ہوں کہ ہر تحریک پڑھ لیجئے پھر اس پر میں ٹیکنیکل اعتراض کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : پڑھ لیں۔

ADJ. MOTION *RE*: FAILURE OF FEDERAL GOVT. TO DECLARE PUBLIC HOLIDAY ON THE ANNIVERSARY OF SHAH ABDUL LATIF BHITTAI

Mr. Hamzo Khan Palijo: It is proposed that the Senate do now adjourn to discuss the matter of urgent and general public importance and of recent occurrence *viz;* Federal Goverment's failure to declare public holiday on the occasion of Anniversary of Shah Abdul Latif Bhittai the Sufi Poet of International stature which has created great concern and resentment among the people of Pakistan in general and people of Sind in particular.

Mr. Iqbal Ahmad Khan: Sir, his motion is inadmissible under Rule 71(c) that it shall be restricted to a matter of recent occurrence.

This is not a matter which is of a recent occurrence, then, Sir, this is also hit by Rule 71(k) that "it shall not relate to a matter which can only be remedied by legislation".

یہ اس تحریکِ التواء کے ذریعے سے نہیں ہو سکتا۔ اس کا کوئی اور طریقہ ہوتا ہے۔ کہ پبلک ہالی ڈے کو کس طریقے سے کرنا ہے۔

They can move a resolution, they can move another motion, they can ask the Government to make legislation but not in the manner prescribed for Adjournment Motions, therefore, for these two reasons my respectful submission is that this motion being hit by Rule 71(c) & (k) is not admissible and be ruled out. Thank you, Sir.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Sir, the honourable Minister for Justice has stated about Rule 71(c). Now notice of this motion was given on the 28th of October and I understand from my friend that the Urs was fixed two days after that, and I think, therefore it was very much in time and appropriate. As far as the part (k) is concerned it says that "It shall not relate to a matter which can be remedied by legislation. Now, this shall not be remedied by any legislation, we already have the Negotiable Instruments Act under which the Government declares holidays. So there is no need of any legislation for this purpose. Shah Abdul Latif Bhittai is an international saint. He is respected through out this country. We sometimes have holidays on events much less important ~~less~~ than that. In sports when we win a match we have a holiday although we are defeated three times after that. This is an important thing. He has a great international respect and I think the Federal Government should have under the Negotiable Instruments Act declared that day as a holiday.

جناب حمزہ خان پلیجو: جناب والا! وزیر انصاف جو ہیں وہ ہماری موشن کو تکنیکی بنیادوں پر رد کر رہے ہیں۔ میں گذارش کروں گا کہ جو قوانین بنتے ہیں وہ ملک کیلئے اور عوام کے لئے بنتے ہیں تو عوام اور ملک کے جو مفادات ہیں یا عوام کے جو جذبات ہیں ان کا بھی خیال رکھنا چاہئیے ہر بات جو ہے وہ ٹیکنیکل بنیادوں پر رد نہ کریں۔ یہ ہمارے سندھ کا مسئلہ ہے، نہ صرف سندھ کا ہے بلکہ یہ پورے ملک کا اہم مسئلہ ہے اس لئے اس کو consider کرلیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: معزز ممبر کی خدمت میں، میں یہ گذارش کروں گا کہ ان کی Adjournment Motion ہے کہ حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی کے سالانہ عرس پر چھٹی کی جائے سارے پاکستان میں، یہ پالیسی میٹر ہے پھر حضرت شاہ صدر نیک نظر رحمتہ اللہ علیہ کا عرس مبارک ہے اس کے بعد

[Mr. Deputy Chairman]

حضرت مخدوم نوح علیہ رحمت کا عرس مبارک ہے اس کے بعد حضرت عثمان مروندی شہباز قلندر رحمتہ اللہ علیہ کا عرس مبارک ہے اسی طرح پھر حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کا عرس ہے اسی طرح ہمارے سارے بزرگان علیہ رحمتہ کا ہے۔ یہ ایک پالیسی میٹر ہے۔ اگر آپ فیصلہ کریں کہ ہر عرس پر چھٹی کی جائے میں بذات خود اس مسئلے پر بحث کرتے ہوئے خود کو بھی گنہگار محسوس کرتا ہوں کہ ان بزرگان کے لئے آپ نے تو ثواب کما لیا اور پھر یہ ہمارے ذمے آپ نے ڈال دیا کہ ہمارے فاضل وزیر عدل و انصاف کی اس پر ذمہ داری نہیں ہے ہم سب کی ہے۔ یہ آپ حضرات فیصلہ کریں اگر آپ حضرات ان سب چھٹیوں کا فیصلہ کریں۔ اور پھر ایک تحریک لے آئیں۔ میں نہایت باادب گزارش کروں گا اگر آپ رول نمبر ۱۸۷ کے تحت اس کی کوئی پالیسی تبدیل کروائیں تو بہتر رہے گی اب جیسے آپ ارشاد فرمائیں ہمیں گنہگار نہ کریں۔ جہاں تک میرے علم میں ہے مقامی چھٹی وہاں ہوتی ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ سارے پاکستان میں چھٹی ہو۔ اسی طرح درگاہیں تو سب کی ہیں اور یہاں ہم سب کی خواہش تو ہو گی کہ چھٹی ہو لیکن اگر یہ اتنے بڑے بزرگوں کے متعلق میرے خیال میں سب کی چھٹیاں کریں تو کیسے ٹھیک ہے آپ نے اس مسئلے پر ثواب کما لیا۔۔۔

جناب حمزہ خان پلیجو: آپ شاہ عبداللطیف بھٹائی کو صرف بزرگوں کی فہرست میں شمار نہ کریں آپ ان کو دوسرے پہلوؤں سے بھی دیکھیں ان کی شاعری جو ہے اس کے ترجمے ہوئے ہیں وہ نہ صرف انگریزی میں ہوئے ہیں، اردو میں ہوئے ہیں جرمن زبان میں ہوئے ہیں۔ پھر اس میں انہوں نے پوری دنیا کی انسانیت کے لئے امن کے لئے بھائی چارے کے لئے پیغام دیا ہے۔ اس کی اہمیت کو جناب والا آپ دیکھیں۔ وہ بین الاقوامی شخصیت ہیں۔ آپ ان کو دوسرے بزرگوں کے ساتھ ملا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: دیکھئے اگر آپ اس طرح بحث فرمائیں گے

میں نہایت ادب سے گذارش کروں گا کہ آپ اس تواب سے بھی ہٹتے جا رہے ہیں۔

جناب حمزہ خان بلیجو : جناب یہ خالی تواب کا کام نہیں ہے یہ ہمارا فرض ہے۔ یہ آپ لوگوں کو بھی consider کرنا چاہیئے۔ اور اگر فیڈرل لیول پر نہیں تو کم سے کم صوبائی لیول پر یہ چھٹی ہونی چاہیئے۔

میر بنی بخش زہری : جناب چیئرمین! عرض یہ ہے کہ یہ مسئلہ جناب نے حقیقتاً اپنے دل سے فرمایا اور بڑی خوش اسلوبی سے نبھایا، میرا خیال ہے کہ اگر اس پر آپ بھی مہربانی کر کے غور فرمائیں اور جیسے کہ ہمارے بہت سارے سیاسی لیڈروں کی بھی ملک بھر میں ایسی تعطیلات ہوتی ہیں اور یہ بزرگان دین ہیں اور ان کی تعداد ماشاء اللہ زیادہ ضرور ہے ۔۔۔۔۔ (مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین : ٹھیک ہے۔ میں دوسرے فاضل ممبران کی رائے بھی سننا چاہتا ہوں۔

میر بنی بخش زہری : میں تجویز کرتا ہوں کہ اس کو ایک کمیٹی کے حوالے کیا جائے تاکہ وہ غور کر لے اور جناب پھر ہاؤس میں پیش کریں۔

جناب شاد محمد خان : جناب چیئرمین صاحب! ابھی ابتدائی طریق کار پر مولانا کوثر نیازی نے یہ اعتراض اٹھایا تھا کہ حکومت ہماری بات کو در خور اعتناء نہیں سمجھتی اور اس پر کان نہیں دھرتی۔ نیشنل اسمبلی کا وہ استحقاق مجروح ہوا ہے اور وہ چھٹیاں اڑا دینا چاہتے ہیں اور ایک ہونی چاہیئے۔ اسی کے ساتھ ساتھ اب یہ مسئلہ دوبارہ اٹھ گیا ہے جس طرح آپ نے جناب والا بیان کیا ہے کہ یہاں تو ہزاروں بزرگوں کے مزار ہیں۔ عرس ہوتے رہتے ہیں۔ لہذا اس قوم کیلئے کیا یہ مناسب ہوگا سارا سال چھٹیاں ہی منائے اور کام نہ کرے جناب میں اس کی مخالفت کرتا ہوں جناب والا البتہ مقامی چھٹی ہونی چاہیئے۔

Mr. Javed Jabbar: Sir, while I fully endorse your view that it is impractical for a developing country like ours or for any country to afford so many holidays, may I suggest that, possibly the course that this discussion has taken may be misinterpreted by the people of Sind as being a reflection on the veneration which we are willing to give to such a great personality as Shah Abdul Latif Bhittai. May I suggest, however that the relevant committee of this House could consider, considering the large number of personages that we have to respect in our history, in our religion, perhaps, the observance of some kind of a portion of a day equivalent to a national Saint's day or a national religious leader's reverence day. Some kind of observance, without necessarily making it a holiday. Thank you.

جناب محمد علی خان : جناب والا! پاکستان ایک بہت ہی غریب ملک ہے اور ہم اس بات کے متحمل نہیں ہو سکتے کہ ہر دن یہاں چھٹیاں منائیں۔ جناب والا! چھٹیوں کا تصور اسلام میں نہیں ہے بلکہ عیسائیت سے ہمارے ہاں سرایت کر گیا ہے کیونکہ بائیبل میں ہے کہ اللہ تعالےٰ نے دنیا کو چھ دنوں میں بنایا اور ساتویں دن آرام فرمایا اس کے برعکس آیت الکرسی میں ہے کہ نہ اللہ تعالےٰ کو اونگھ آتی ہے اور نہ وہ سوتے ہیں۔ لہذا یہ جو چھٹی کا تصور ہے یہ بالکل باطل تصور ہے بلکہ جمعہ کے دن کے لئے بھی یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو خدا تعالےٰ کا فضل ڈھونڈنے کیلئے ملک میں پھیل جاؤ یعنی مسجد سے نکل کر اپنے کاموں پر چلے جاؤ۔ لہذا وہ چھٹی بھی جو جمعہ کے تصور میں ہمارے لوگوں میں ہے جس طرح کہ یہاں سو دو سو سال انگریزوں نے حکومت کی، اتوار کے دن کو چھٹی منانے تھے لہذا اس کے بعد حضرت مولانا کوثر نیازی نے اپنے زمانے میں اتوار کی جگہ جمعہ کا دن انٹروڈیوس کروایا جس سے کہ آج کل لوگوں کو بڑی تکلیف ہو رہی ہے اور سب اسی کوشش میں ہیں کہ اس کو تبدیل کر لیں لیکن کسی میں یہ ہمت ہی نہیں ہے کہ جمعہ کی چھٹی کو ختم کر کے اتوار کے دن چھٹی منائیں۔

بہر حال جیسا کہ آپ نے خود فرمایا کہ ملک میں بڑے بزرگان دین ہیں

ان سب کے عرس ہوتے رہتے ہیں ۔ اگر وہ ہم منانا شروع کر دیں اور پھر ہمارے قومی لیڈر ان کی برسیاں ہوتی ہیں ۔ ان کی پیدائش کے دن ہوتے ہیں اگر ان کو ہم منائیں تو پھر کام کیلئے کیا وقت ملے گا ۔ ایک دن بھی آپ کو سارے سال میں نہیں ملے گا ۔ لہذا میری تجویز ہے کہ جتنی بھی یہ چھٹیاں ہیں ان کو ختم کریں لیکن یہ جو ایک قسم کا دستور چلا آ رہا ہے یعنی جمعہ کے دن کی چھٹی کا تو چلو اسی پر اکتفا کرتے ہوئے باقی جتنے بھی دن ہیں اس میں کسی دن بھی ہم چھٹی نہ منائیں بلکہ اس دن ڈبل کام کریں تاکہ اپنے ملک کے وقار کو بڑھائیں اور اس غریب ملک کو ادا کریں ۔

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ، جناب چیئرمین صاحب ! اسلام میں سب سے اہم بات جو ہے وہ توحید اور رسالت ہے ۔ سب سے تو زیادہ ثواب جو ہے وہ عوام کے ساتھ انصاف کا ہے اگر انصاف نہیں ہے آپ ہزار سجدے کریں اس کا وہ ثواب نہیں ملتا ۔

سردار خضر حیات خان : جناب پوائنٹ آف آرڈر ، جناب اس وقت چھٹی کا مسئلہ تو نہیں ہے مسئلہ تو ہے کہ یہ تحریک التوا admissible ہے یا نہیں ہے پہلے اس پر بات ہو جائے ۔ چھٹی کا اگر معاملہ ہو گا تو پھر تو وہ قرار داد یا جب وہ بحث ہو گی تو تب بات ہو گی ۔ اس لئے جناب والا یہ پہلے فیصلہ ہو جانا چاہیئے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : اسے کسی کمیٹی کے حوالے کریں وہ فہرست بنائیں ۔

سردار خضر حیات خان : جناب یہ تحریک التواء کمیٹیوں میں نہیں جاسکتی ۔ وہ قرار داد ہو تب جاسکتی ہے ۔

جناب اقبال احمد خان : میں نے پہلے گذارش کی تھی اس کا ایک اور طریقہ ہے ۔ اتفاق سے ہمارے وزیر مملکت برائے امور داخلہ تشریف لائے ہیں تو اگر اس سلسلے میں ان سے کچھ پوچھنا چاہیں تو پوچھ لیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : آپ اسے ختم کر سکتے ہیں ۔ تو حمزہ صاحب آپ اسے اس وقت پریس نہیں کر رہے ہے ؟

جناب حمزہ خان پلیجو : اس وقت پریس نہیں کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : ٹھیک ہے جی نمبر ۶۰۔ محترم جناب محمد طارق چوہدری (موجود نہیں ہیں) نمبر ۶۷ مولانا سمیع الحق صاحب (موجود نہیں ہیں) نمبر ۷۰، مولانا کوثر نیازی صاحب،

مولانا کوثر نیازی : میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : جی آپ پڑھ دیں۔

ADJ. MOTION *RE* : INVOLVEMENT OF FOREIGN HAND IN MYSTERIOUS ACTIVITIES OF MURDERS

مولانا کوثر نیازی : جناب والا! میری تحریکِ التواء یہ ہے کہ "حکومت پاکستان کے وزیر داخلہ محمد اسلم خان خٹک نے اسلام آباد ایئرپورٹ پر صحافیوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا ہے کہ ملک کے مختلف حصوں میں قتل کی پُراسرار وارداتوں میں غیر ملکی ہاتھ کے امکان کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، پاکستان میں مخالف قوتیں یہ نہیں چاہتیں کہ پاکستان ترقی کرے۔ نیز انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ وزیر اعظم سے اس موضوع پر بات کریں گے کہ کون سی ایجنسی کو اس کی تحقیقات پر مامور کیا جائے۔ وزیر داخلہ حیدرآباد میں ہونے والے معصوم افراد کے قتل پر اظہار خیال کر رہے تھے جو مبینہ طور پر ہتھوڑا گروپ کی کارگزاری ہے۔ قتل کی ان پُراسرار وارداتوں نیز وزیر داخلہ کے اس بیان سے جو صورتِ حال ابھرتی ہے وہ پورے ملک کے لئے لائق توجہ ہے اس لئے میں تحریک کرتا ہوں کہ ایوان کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے"

جناب ڈپٹی چیئرمین : ٹائم تو اوور ہو چکا ہے آپ نے فرمایا تھا پڑھ لیتا ہوں۔

مولانا کوثر نیازی : میں تو جناب نہیں بول رہا ، آپ کے وزیر صاحب کھڑے ہیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : نہیں ، وزیر صاحب بھی تشریف رکھیں ، ٹائم ختم ہو گیا ہے ۔

اب لیجسلیٹو بزنس ، جناب محترم اقبال احمد خان صاحب ۔

THE POLITICAL PARTIES (AMENDMENT) BILL 1985

جناب اقبال احمد خان : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب چیئرمین ایم موشن جو consideration کی ہے اور گذشتہ دو تین دن پہلے اس ایوان نے منظور فرمائی تھی ، کہ آج اس موشن پر بحث شروع ہو گی مجھے اگر اجازت ہو تو میں چند ابتدائی کلمات عرض کر دوں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : فرمائیے ۔

مولانا کوثر نیازی : پوائنٹ آف آرڈر ، جناب چیئرمین ! اس بل کو سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس بھیجنے کے لئے ہماری ترمیم آپ کے پاس ہے از راہ کرم وزیر صاحب کی تقریر سے پہلے اس پر گفتگو ہو جائے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : ابھی تک تو نہیں آئی تھی ، آج دی ہو تو اور بات ہے ۔

Mr. M. Zahoor-ul-Haq: Point of order Sir, The honourable Minister got up and he addressed the House under Rule 105. When he exposes the principles of the Bill, it is then that a member is to get up under Rule 106 and ask for amendment or refer the case to the committee. So, the Minister has not even talked about the Bill, so let him speak under Rule 105 and then the amendment with regard to referring to the committee or whatever it may be, can be moved under Rule 106.

جناب ڈپٹی چیئرمین : منسٹر فار لاء اقبال احمد خان صاحب ۔

جناب اقبال احمد خان : جناب والا ! شاید ہیں معزز سینیٹر کہ

[Mr. Iqbal Ahmad Khan]

رائے سے اتفاق نہ کر سکوں وہ میری مزید رہنمائی فرمائیں اور آپ
بھی دیکھ لیں، رول ۱۰۵ یہ ہے ۔

On the day on which such motion is made or on any subsequent day to which the discussion is postponed; the principles of the Bill and its general provisions may be discussed but the details of the Bill shall not be discussed further than is necessary to explain its principles.

رول نمبر ۱۰۵، جناب یہ تمام کی تمام ڈسکشن،

Either by the member incharge or by any other member. Rule 105 is for all.

یہ سب کے لئے ہے اور اگر سب کے سب ڈسکشن کریں تو پھر
جناب موشن آئے گی کہ اس کو approve کرنا ہے یا reject کرنا ہے یہ موشن پیش ہو گی،
جہاں تک سٹینڈنگ کمیٹی کا تعلق ہے، رول ۱۰۶ اس کو ڈیل کرتا ہے
اور وہ اسٹیج میری ناقص رائے میں یہی ہے کہ ڈسکشن شروع ہونے
کے بعد وہ پیش نہیں ہو سکتی، میری رائے یہ ہے اب اس میں۔

Rule 106 "Any member may move as an amendment that the Bill be referred to the Standing Committee and if such a motion is carried, the Bill shall stand referred to the Standing Committee and the rules regarding Bills originating in the Senate and referred to the Standing Committee shall then apply".

Rule 107 if the Motion, that the Bill be taken into consideration is carried, the Bill shall be taken into consideration clause by clause....(interruption).

If the motion that the Bill be taken into consideration is carried, the Bill shall be taken into consideration clause by clause.........

میں ان کے علم و فضل کو تو چیلنج نہیں کرتا، لیکن میری ناقص رائے
میں اگر ڈسکشن ہوتی ہے تو that means the House has accepted

اس موشن پر غور کرنا اور اس کے بعد اس کا فیصلہ کرنا، اگر یہ ہاؤس اسی اسٹیج پر یہ فیصلہ کرتا ہے کہ اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کرنا ہے تو پھر سٹینڈنگ کمیٹی میں جائے گا اور سٹینڈنگ کمیٹی سے جب رپورٹ آئے گی تو پھر یہ ساری پروویژن اسی وقت شروع ہوں گی، پھر بھی بل پر ڈسکشن ہو گی، سب کچھ ہو گا۔ میری ناقص رائے یہ ہے کہ شاید یہ اسٹیج ابھی نہیں آئی ہے کہ ان امنڈمنٹوں کا فیصلہ پہلے کیا جائے۔ اور ڈسکشن بعد میں شروع ہو، لیکن اس کے برعکس آپ کا فیصلہ ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

مولانا کوثر نیازی: جناب چیئرمین! میں فاضل وزیر صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے رولز کی صحیح صراحت کی ہے یعنی اصل مسئلہ کسی بل کو سٹینڈنگ کمیٹی میں بھیجنا ڈسکشن سے پہلے، اگر انہوں نے اپنی تقریر شروع کر دی، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ڈسکشن کا آغاز ہو گیا اب اس کے بعد سٹینڈنگ کمیٹی کی کوئی تجویز زیر غور نہیں آئے گی۔ اس لئے میں آپ سے گزارش کروں گا جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں از راہ کرم ہماری amendments ہیں ان پر فاضل وزیر کی تقریر کے آغاز سے پہلے غور کیا جائے۔

Mr. M. Zahoor-ul-Haq: Sir, I withdraw my objection in preference to the views of Maulana Kausar Niazi.

Mr. Javed Jabbar: Mr. Chairman, under Rule 106, I ask for leave to move; "that the Political Parties (Amendment) Bill, 1985, as passed by the National Assembly, be referred to the Standing Committee concerned." Sir, I have certain submissions to make.

Mr. Iqbal Ahmad Khan: Point of Order Sir,

پہلے یہ موشن پیش کر دیں تاکہ میں اس کو appose کر سکوں۔ پھر معزز رکن اپنا اظہار خیال فرمانا چاہیں گے تو وہ فرمائیں گے اور اگر مجھے کوئی موقع عرض کرنے کا عنایت فرمائیں۔

Mr. Deputy Chairman: The motion moved is:

"That the Political Parties (Amendment) Bill, 1985, as passed by the National Assembly, be referred to the Standing Committee."

Is it correct?

Mr. Javed Jabbar: Yes, Sir. That is correct.

Mr. Iqbal Ahmad Khan: Sir, I beg to oppose this amendment.

Mr. Hasan A. Shaikh: Point of Order, Sir. There is another motion almost to the same effect. You may, Sir, ask that motion also to be moved so that both the motions could be before the House for discussion together. Next motion, Qazi Abdul Latif Sahib.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Sir, Mr. Hasan A. Shaikh is right and I agree with him. Certain other amendments are also of the same effect by other Members and I think, you may be pleased to allow them.

Prof. Khurshid Ahmad:: This is one but from the 5 Members.

Mr. Deputy Chairman: Qazi Abdul Latif,

PROF. KHURSHID AHMED,

NAWABZADA JAHANGIR SHAH JOGEZAI,

MR. ABDUR RAHIM MIR DAD KHEL,

MAULANA KAUSAR NIAZI

Prof. Khurshid Ahmed: Sir, if I am allowed, I may move on behalf of four, others.

Mr. Deputy Chairman : Allowed.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Point of Order, Sir. Actually, all these amendments should have been circulated to the Members. These should be circulated to the entire House, Sir, so that the House should know what are the amendments and who has moved it. This is my humble submission to you, Sir.

Prof. Khurshid Ahmed: May I now move, Sir?

Mr. Deputy Chairman: Yes.

Prof. Khurshid Ahmed: I beg to move:

"That the Political Parties (Amendment) Bill, 1985, as passed by the National Assembly, be referred to the Standing Committee concerned for report within four days."

Mr. Deputy Chairman: Motion moved by Prof. Khurshid Ahmed and others is:

> "That the Political Parties (Amendment) Bill, 1985, as passed by the National Assembly, be referred to the Standing Committee, concerned, for report within 4 days."

Mr. Iqbal Ahmad Khan: Sir, I beg to oppose this amendment, Sir.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Sir, on my point of order, you have not changed the attitude that the amendment should be circulated to us, before you take our vote Sir.

Mr. Deputy Chairman: These have been circulated.

Mr. Iqbal Ahmad Khan: Sir, I beg to oppose this amendment.

Mr. Deputy Chairman: Right. The Law Minister opposes that amendment.

Mr. Javed Jabbar: Mr. Chairman, needless to say Sir, this is a most important Bill as it affects possibly the single more vital sector of national activity. In my view, Sir, it is not economics or culture, sports or tourism that dominate the destiny of this country. It is the political sector of activities that is the single most important part of national development.

The Rules of Procedure Sir, in the Senate, and the practice of these procedures has established that even Bills dealing with relatively minor and cosmatic changes which simply seek to reconcile contradictions brought about by sheer time, for instance, the last three Bills that we passed concerning-agriculture, concerning banking which had already been passed by the National Assembly and which according to the Treasury Benches required a very simple functional reconciliation of terminology even those three Bills Sir, were referred to the Standing Committee on the proposal of the amendment moved by Members of this House. To do justice, to such a complex piece of legislation, logic, practice, history, tradition and the principles of fairness demand that we refer it to the Standing Committee. Why do we say this, Sir? On the face of it, the Bill has only four clauses. It looks very harmless. Any innocuous little Bill which is only meant to reconcile contradictions except for one clause which introduces certain changes regarding floor crossing.

However, Sir, I believe that this Bill directly seeks to contradict at least seven articles of the Constitution of Pakistan and I say this, Sir, and I will substantiate this by referring to the concerned articles. It violates the spirit as well as the substance of these seven articles. I shall begin by pointing out that for instance Article 5, sub-clause (2) which lays down that obedience to the Constitution and law is the obligation of every citizen. If at the outset itself, Sir, the Constitution enjoins upon all citizens to respect and to uphold the Constitution, we are being presented with a Bill which directly subverts the very Constitution that we are supposed to uphold. Article 8, sub-clause (1) & (2) which state that laws which are inconsistent with or in derogation of fundamental rights will be void which means of no value or import whatsoever.

Article 17, Sir, guarantees Freedom of Association to the people of Pakistan without the kind of conditions in my view which this Bill seeks to impose and to perpetuate.

Article 19, Sir, guarantees freedom of speech and inherent universal human right and inherent Muslim rights, subject, of course, to any reasonable restrictions these are the words of the Article in the Constitution. But in our view, Sir, there is no reasonable restriction defined in this Bill. The restrictions visualized are unreasonable and irrational.

I come, Sir, to Article 66 where I believe it is vital for me to read into the record the actual text of the Article.

Article 66 says, Sir — "Subject to the Constitution and to the rules of procedure of Majlis-e-Shoora (Parliament), there shall be freedom of speech in the Parliament and no member shall be liable to any proceedings in any court in respect of anything said and this is very important, or any vote given by him in Parliament, and no person shall be so liable in respect of the publication by or under the authority of Parliament of any report, paper, votes or proceedings".

Whereas the lethal part of this Bill which seeks to penalise people for voting on a certain issue according to their conscience or according to the changed perception of the certain issue, specifies a penalty for that very member who chooses to do so, and this, I believe, is the most ~~belatent~~ blatant, the most explicit violation of the Constitution.

Article 218, Sir, defines the composition as well as the role to be played by the Election Commission, and I think the changes that we have inherited in the past through political parties legislation, the arbitrary amendments carried out in the past 8 years as well as this Bill seeks to change and distort the role that the Election Commission can and should play as a Constitutional right. And lastly, Sir, Article 225 which says that the validity of the election of any member of Parliament can only be challenged by an election petition and by no other means whereas again this Bill provides for members to be penalised after they have been elected and after they have contributed

[Mr. Javed Jabbar]

and participated in Parliament through non-constitutional measures. Therefore, Sir, I believe, that any piece of legislation most of all this one requires the considered cool analysis which the Standing Committee mechanism is specifically designed to provide so that after considered debate and evaluation the recommendations can be presented to this House. Those of us who dissent and disagree have an opportunity to exchange views with the members of the Standing Committee and in the tradition of democracy, in the tradition of Parliament, this Bill receives the kind of attention and respect which the people of Pakistan expect the highest legislative body of this country, to do.

In conclusion Sir, I will refer to the fact that in the National Assembly as well, this precedent has been established. I believe, Sir, that there is no justification for linking the passage of this Bill to the lifting of Martial Law, when the promise to lift Martial Law was made, there was no condition attached to it. So therefore Sir, as members who represent the aspirations of the people of this country, we have a right to insist that even if this Bill takes two weeks or three that should not affect the solemn pledge made to lift Martial Law. I assure my honourable friends who may disagree with me that by considering this Bill in depth we are not going to promote restlessness or anarchy in this country, we are not going to disturb the schedule for the lifting of Martial Law because we want to create a system and principles that will help strengthen democracy rather than supress public opinion. Thank you, Sir.

Mr. Muhammad Ali Khan: Sir, these amendments are not identical because there is a great difference. One seeks four days whereas in the other there is no mention of time. So you cannot take them together. Technically it is not possible. I suggest that they should be taken separately or if you want to take them together then the mover of the first should be requested to take leave of the House to introduce an amendment of four days. Only then they will become idential and it will be easier for the House to dispose them of.

Mr. M. Zahoor-ul-Haq: Then, Sir, the mover of the 2nd amendment incorporating four days, cannot speak on the amendment of Mr. Javed Jabbar because he is the author of his own amendment.

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, it is too late for my learned friend Mr. Muhammad Ali Khan Hoti to raise this question now. He should have raised this question earlier. Now, both are before the House and they may be discussed. It may be that there is as light difference of four days and that may be a separate matter, but that has already been decided by the Chair.

Mr. Deputy Chairman: The difference is only of four days otherwise the same.

Mr. Javed Jabbar: Point of order, Sir, I was going to suggest four weeks.

Mr. Deputy Chairman: But it is four days.

جناب ڈپٹی چیئرمین : جناب قاضی عبداللطیف صاحب۔

قاضی عبداللطیف : جناب والا! میں اس بحث میں نہیں پڑوں گا کہ یہ دونوں مضمون کے لحاظ سے ایک ہی ہیں۔ اگرچہ اس کے اندر چار دن کا تعین کیا گیا ہے اور جاوید صاحب نے اس کے متعلق کچھ نہیں فرمایا۔ اس وقت میں صرف اتنی بات گزارش کروں گا کہ آپ نے بڑی فیاضی سے ہمارے محترم جاوید صاحب کو کھلی چھٹی دے دی تھی کہ وہ بل کے متعلق نقائص پر بھی اس وقت بول لیں حالانکہ بات اس وقت صرف اتنی ہے کہ یہ کمیٹی کے حوالہ کرنا ہے یا نہیں کرنا ہے۔ میں اتنی گزارش کروں گا کہ حکومت بھی اس کی اہمیت کو تسلیم کرتی ہے۔ یہ کمیٹیاں جو بنائی گئی تھیں یہ دونوں سیاسی جماعتوں کے بل کے متعلق تھیں قومی اسمبلی کی علیحدہ تھی اور سینٹ کی علیحدہ تھی ان کو کافی وقت دیا گیا تھا کہ ان پر غور کر کے ایک مہینہ کے اندر اس کے بارے میں رپورٹ دیں۔

ویسے ملک کے حالات کے بارے میں، جناب والا! آپ واقف ہیں کہ ملک میں ۳۸ سال سے جو بحران ہے وہ سیاسی بحران ہے اور اس سیاسی بحران کا کوئی حل تلاش کرنے کے لئے آج اگر ہم یہ کہتے ہیں کہ صرف ایک دو سطریں، بل کی صورت میں پیش کر کے یہ کہہ دیں کہ ہم نے سارے کا سارا مسئلہ حل کر دیا ہے تو میرا خیال ہے کہ بہت بڑی زیادتی ہوگی۔

[Qazi Abdul Latif]

کہیں ایسا نہ ہو کل پھر ہمیں اس پر پچھتانا پڑے اور پھر کل یہ کہیں کہ ہم سے یہ غلطی ہو گئی ہے اس لئے ہم دوبارہ اس میں ترمیم لانا چاہتے ہیں ۔ کمیٹی کے سپرد کرنے کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ اس بل کے اندر واقعتاً ایسی خامی آ گئی ہے یا کوئی ضرورت رہ گئی ہے کہ جس کا ازالہ اس وقت ہونا چاہیئے تھا یا کسی چیز کا اضافہ اس وقت ہونا چاہیئے تھا۔ وہ ہم سے رہ گئی ہے تو اس صورت میں پھر اس بل کو دوبارہ پیش کریں گے ۔

۳۸ سال ہم نے اسی چکر میں گزارے ہیں اسی وجہ سے ہم پر بار بار مارشل لاء آ رہا ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ جو بھی اس وقت تک سیاسی مسودے تیار کئے تھے ان کے اندر خامیاں رہ گئی تھیں اس وجہ سے ہم دوبارہ اس کو بنا رہے ہیں۔ یہ آئین جناب ۱۹۶۲ء کے اندر بنا، ۱۹۵۶ء میں بنا، ۱۹۶۹ء میں بنا، ۱۹۷۳ء میں بنا، یہ سارے کے سارے قانون اسی بنیاد پر بنتے کہ اس ملک میں جو بار بار سیاسی بحران آ رہے ہیں ان کا انسداد کیسے کیا جائے اس بنیاد پر میں کہوں گا کہ یہ ہاؤس کا فرض ہے، اور آپ کا فرض ہے اور وزیر قانون کا بھی فرض ہے کہ اس کو صحیح سوچ بچار کے بعد لیا جائے کیونکہ کل اگر ہمیں پھر پچھتانا پڑے کہ ہم سے یہ خامی یا ضرورت رہ گئی ہے تو اس کے پیش نظر یہ ضروری ہے کہ اس کو ایک قائمہ کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے ۔ اس پر وہ غور کرے اس میں جو خامی یا خرابی رہ گئی ہے اس پر وہ واقعتاً غور کرے اور اس کا ازالہ کر کے دوبارہ ہاؤس کے سامنے پیش کرے۔ ان گزارشات کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : محترم پروفیسر خورشید احمد۔

پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین ! میں نے اور میرے چند رفقاء نے اس امر کی اس میں ترمیم پیش کی ہے کہ اس بل کو سٹینڈنگ کمیٹی کے

سپرد کیا جائے کہ چار دن کے اندر اپنی رپورٹ ایوان میں پیش کرے۔ ہماری اس تجویز کے دو پہلو ہیں پہلی بات یہ ہے کہ موجودہ بل اس شکل میں کچھ ایسی خامیوں اور کمزوریوں کا شکار ہے جس کی اصلاح اسے سٹینڈنگ کمیٹی میں بھیجے بغیر نہیں ہو سکتی۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ گو مجھے محترم جاوید جبار صاحب کی اس رائے سے پورا پورا اتفاق ہے کہ پولیٹیکل پارٹیز بل کے پاس ہونے پر یا نہ ہونے پر مارشل لاء کے اٹھنے کا انحصار نہیں اور یہ بات محترم جاوید صاحب یا سینیٹرز نہیں کہہ رہے ہیں بلکہ خود صدر محترم کہہ چکے ہیں کہ مارشل لاء کے اٹھنے کی ایک تاریخ متعین ہو چکی ہے اور جہاں تک سیاسی جماعتوں کے قانون کا تعلق ہے اس کے پاس ہوتے کا مارشل کے اٹھنے سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کے باوجود ہم نے اپنی ترمیم میں یہ بات رکھی ہے کہ قائمہ کمیٹی دن رات کام کرکے اس قانون کے جو سقم ہیں ان کو دور کرے اور سینیٹ کے سامنے اپنا آخری مسودہ جو ہے وہ لے آئے تاکہ اگر یہ lame excuse اگر کہیں پایا جاتا ہے تو اس کے لئے بھی کوئی گنجائش نہ رہے۔ میں دونوں کے بارے میں ہی چند باتیں یہاں عرض کرنا چاہتا ہوں میں اس وقت قانون کے دوسرے پہلوؤں پر گفتگو نہیں کروں گا اس لئے کہ فی الحقیقت یہ ایک بنیادی قانون ہے جس طرح سے ہم اس مسئلہ پر پچھلے پانچ دن سے گفتگو کر رہے ہیں ان کا لازمی اور فطری تقاضا تھا کہ زیادہ مفصل انداز میں ایک نیا قانون ہمارے سامنے آتا۔ اسمبلی کی ایک کمیٹی نے ایک ماہ تک اس پر غور کیا اور اپنی رپورٹ پیش کی جس میں چھ سات اختلافی نوٹ بھی شامل تھے جن میں متعدد ترامیم کی نشاندھی کی گئی پھر سینیٹ کی کمیٹی بیٹھی، جس نے ایک نئے قانون کے بارے میں تجویز پیش کی۔ ان سب چیزوں کا یہ تقاضا تھا کہ بہت سوچ و بچار کے بعد ایک نیا قانون پیش کیا جاتا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ جو چیز یہاں آئی ہے اس کے صرف تین پہلو ہیں جن پر ہم بعد میں گفتگو کریں گے۔ لیکن میں بتانا چاہتا ہوں کہ جو تین چیزیں آئی ہیں وہ بھی

[Prof. Khurshid Ahmed]

دراصل اس شکل میں آئی ہیں کہ انہیں اسی صورت میں مان لینا، اس ایوان کے لئے بڑا مشکل ہے۔ یہ ہمارے لئے قانونی مشکلات، اور سیاسی اعتبار سے جگ ہنسائی کا باعث ہوگا۔ اس بنا پر مجلس قائمہ کو اس پر غور کرنا چاہیئے۔ مثال کے طور پر آپ دیکھئے کہ اس قانون میں مرکزی چیز یہ ہے کہ وہ افراد جو اپنی پارٹی کو تبدیل کریں اپنی پارٹی کو چھوڑ دیں ان کو اسمبلی یا سینٹ کی سیٹ سے محروم کر دیا جائے گا۔

A Member who defects or withdraws himself from the Political Party........

اب ڈیفیکشن کیا ہے۔ ڈیفیکشن اور ودڈراان میں فرق کیا ہے۔ ڈیفیکشن اور ودڈرا کے علاوہ جو شکلیں پارٹی سے نکل جانے کی ہیں مثال کے طور ایک خود ڈیفکٹ نہیں کرتا اپنے آپ کو ودڈرا نہیں کرتا لیکن پارٹی اس کو ایکسپیل (expel) کر دیتی ہے یہاں پر ساری توجہ اس پر مرکوز ہے فیکٹر جو ہے وہ یہاں متعلقہ فرد ہے۔ فرض کریں کہ متعلقہ فرد کہتا ہے کہ میں رکن رہنا چاہتا ہوں اس پارٹی کا اسی سے میں تعلق رکھتا ہوں۔ میں اسی کا وفادار ہوں اگر میں نے اختلاف کیا ہے تو میں نے ان مقاصد سے وفاداری کی بنیاد پر کیا ہے جن کی بناء پر میں اس پارٹی میں آیا تھا۔ یہ ڈیفیکشن نہیں ہے ودڈرائل نہیں ہے۔ لیکن پارٹی والے اس کو ایکسپل کر دیتے ہیں۔ آپ کا قانون اس معاملے میں گنجائش نہیں رکھتا۔ آپ یہ کہتے ہیں کہ ایک شخص محروم ہو جاتا اس ڈیفیکشن سے۔ اس کا فیصلہ کون کرتا ہے وہ فرد خود، لیکن وہ فرد اگر فی الحقیقت چھوڑنا نہیں چاہتا اس پارٹی کو تو وہ فیصلہ کون کرے گا۔ آپ یہ کہتے ہیں کہ اس کو رکنیت سے محروم کر دیا جائے تو اس کے بعد وہ سپریم کورٹ کو رجوع کر سکتا ہے لیکن ڈرافٹ کی شکل دیکھیں الفاظ یہ ہیں۔

If any question arises whether a member of a House has become disqualified, under sub-clause (i) from being a

member, the question shall, on a reference by the leader of the parliamentary party concerned......

یعنی حقوق تو میرے مجروح ہوئے ہیں مجھے کوئی اختیار نہیں ہے کہ میں جا کر سپریم کورٹ تک پہنچوں۔ اگر پارلیمانی پارٹی کا لیڈر ریفرنس دے گا تب سپریم کورٹ اس کا معاملہ take up کر سکتی ہے۔

جناب سرتاج عزیز: ہم جو اس وقت موشن ۱۰۶ کے اندر ریکنسڈر کر رہے ہیں کہ یہ بل قائمہ کمیٹی کو ریفر کیا جائے اور پروفیسر صاحب اس وقت فرسٹ بھی نہیں سیکنڈ ریڈنگ کی جو تفصیل ہے کلاز بائی کلاز اس اس میں چلے گئے ہیں۔ تو اگر اس وقت وہ اپنی جسٹیفیکیشن کو قائمہ کمیٹی کو ریفر کرنے کی حد تک confined رکھیں تو بہتر ہو گا۔

پروفیسر خورشید احمد: میں بہت ممنون ہوں اپنے فاضل ممبر کا۔ لیکن دراصل میری دلیل کی بنیاد ہی یہ ہے کہ اپنی موجودہ شکل میں اس قانون کے اندر ایسی خامیاں ہیں جو اس کے فلسفے کو چیلنج کئے بغیر اصلاح پذیر نہیں ہو سکتیں اور سٹینڈنگ کمیٹی کا کام میرے نزدیک یہی ہوا کرتا ہے کہ کسی قانون کے مقاصد کو سامنے رکھ کر الفاظ میں جو خامیاں ہیں ان کو دور کریں اور اس وقت میں صرف اتنی بات کی دلیل دے رہا ہوں۔ میں نے ابھی اس قانون کے فلسفے پر بات نہیں کی اور اس کے اہم اصولوں پر بات نہیں کی۔ اس میں ایسی خامیاں ہیں اس میں ایسے سقم پائے جاتے ہیں اور اس کے اندر ایسے خلاء ہیں کہ جن کو قائمہ کمیٹی دور کر سکتی ہے اس کے لئے جس قسم کی redrafting اور re-arrangement کی ضرورت ہے وہ ضرور اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس کو قائمہ کمیٹی کو بھیجا جائے۔

میں جو مثالیں دے رہا ہوں دراصل اس بناء پر دے رہا ہوں کہ میں یہ ثابت کروں کہ یہ مسودہ اس شکل میں نہیں ہے جس میں ہم اسے منظور کر سکیں۔ اس کے مقابلے میں اگر اس کو قائمہ کمیٹی میں دے

[Prof. Khurshid Ahmed]

دیا جائے، قائمہ کمیٹی اس کی نوک پلک درست کرکے اسے اس لائق بنا سکتی ہے کہ اس پر ایوان غور کر سکے اور پھر اسے منظور کرے۔ اس بنا پر میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کو قائمہ کمیٹی کو سونپا جائے۔ رہا مسئلہ چار دن کا تو مجھے معلوم ہے کہ یہ بہت کم وقت ہے لیکن ہم نے چار دن کی تجویز صرف اس لئے رکھی ہے کہ ہاؤس کی کارروائی کو لمبے عرصے تک معطل کئے بغیر اور جو ٹائم ٹیبل مارشل لاء اٹھانے کے لئے دیا گیا ہے اس کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ کام مکمل کیا جاسکے۔ دوسرے الفاظ میں ہم حکومت کی مدد کرنا چاہتے ہیں مارشل لاء اتھارٹیز کو بھی ہم اس معاملے میں کوئی بہانہ نہیں دینا چاہتے اور ہماری خواہش یہ ہے کہ کام اسی سیشن میں چند دن کے اندر اندر پورا ہو جائے لیکن جو خامیاں اس مسودے میں پائی جاتی ہیں ان سے اسے ضرور پاک کیا جائے اور اسے پاک کرنے کا راستہ یہ ہے کہ اسے قائمہ کمیٹی کو بھیجا جائے۔

نوابزادہ جہانگیر شاہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! جمہوریت ایک تجربہ ہے اور تجربے کی بناء پر کچھ traditions بنتے ہیں۔ کچھ قانون بنتے ہیں اس کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ ہم اپنی کارروائی اس طرح سے کریں جیسے لوگوں کو توقع ہے۔ جمہوریت کی بنیاد لوگوں کی خواہشات ہیں اور اس خواہش میں سب سے مقدم چیز یہ ہے کہ لوگوں کے اوپر نہ تو آمریت مسلط ہو، چاہے شخصی آمریت ہو چاہے ایک جماعت کی آمریت ہو آمریت بہرصورت وہی قانون پاس کرتی ہے جو اس کو راس آتا ہے اور وہ زور کی بناء پر جبر کی بناء پر لوگوں پر حکومت کرتی ہے۔

اب اپنی مختصر سی تاریخ میں ہم نے جو کچھ دیکھا اور اس کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم مجبور ہوئے کہ کوئی ایسا قانون ہو جو تمام برائیوں کا مداوا کر سکے اور قوم کے اوپر ایسی حکومت، چاہے کہ وہ گروہی ہو، چاہے شخصی ہو، مسلط نہ ہو سکے تاکہ ہمارے جمہور کا قافلہ بغیر کسی خطرے کے

اپنی منزل پر رواں دواں رہے پاکستان کی تاریخ آپ کے سامنے ہے پہلے جو ہمارے اوائل کے الیکشن ہوئے ہم نے کیا دیکھا پنجاب میں بھی اور سرحد میں بھی جمہور استعمال کیا گیا اور یہ اس زمانے میں ایک عام بات تھی اور اس وقت کے تمام لوگوں کو علم ہے کہ وہ کیا طریقہ تھا۔ پھر ہم نے یہ بھی دیکھا کہ مالی منفعت کی خاطر لوگوں نے اپنی وفاداریاں تبدیل کیں یہ بھی ہمارے سامنے ہے یہ بھی ہمارے سامنے ہے کہ گروہی سیاست نے اس ملک کو آگے بڑھنے نہیں دیا۔ لوگوں میں جو احساس ذمہ داری تھا جو خلوص و محبت تھی عنقا ہو گیا۔ اگر اس کا تجزیہ کیا جائے تو اس پر کتابیں لکھی جا سکتی ہیں ان چیزوں کو دیکھتے ہوئے آپ دیکھیں کراسنگ آف دی فلور جہاں کنڈم کر دیا جاتا ہے وہاں پر یہ بھی لکھا جائے کہ اتنی بڑی طاقت کسی گروہ کے ہاتھ میں نہ جائے کہ کسی کا ضمیر مسلا جا سکے اگر ضمیر مسلا گیا تو پھر یہ خوشامدیوں کا ایک ٹولہ بنے گا اور چند آدمیوں کے ہاتھ میں اختیارات ہوتے تھے میرا تو یہ خیال ہے چونکہ میں اس کمیٹی کا فرد ہوں اور اسی لئے ہم نے کہا کہ جہاں اس قانون کی ضرورت ہے وہ ضرورت بھی اسی لئے پیدا ہوئی ہے کہ ہمارے ملک میں وہ کردار وہ رواج وہ traditions قائم ہی نہیں ہو سکیں کہ لوگ بغیر کسی قانون کے چل سکیں۔ امریکہ کو آپ دیکھئے دو سو سال میں آئین میں کوئی تبدیلی نہیں آئی اس لئے نہیں آئی کہ انہوں نے جنگ کر کے اپنی آزادی کو حاصل کیا چونکہ وہ آزادی قوم نے حاصل کی تھی اس لئے ہر کام جو ہوتا ہے وہ قوم کے لئے ہوتا ہے انگریزوں نے جمہوریت اس لئے قائم کی آخر وہ دو سو سال بادشاہ سے لڑتے رہے اور آخر کار انہوں نے بادشاہ کو مجبور کیا، اور ایک ایسی روایت بن گئی کہ ہر ایک آدمی سوچنے لگا ۔۔۔۔ میں آپ کو پاکستان کا قصہ سناتا ہوں۔ ۴۸ء میں ہم نے دو قبائل کو پاکستان میں شامل کیا، تو جو رواج وہاں تھے، تو ان

[Nawabzada Jahangir Shah Jogezai]

رواج کے بغیر ہم نہیں رہ سکتے ہیں دنیا میں کون ایسا ہے جو اپنی روایت کے بغیر رہے ۔ "چاہ کن را چاہ درپیش" جو کسی کے لئے کنواں کھودتا ہے آخر میں وہ کنواں ان کے سامنے بھی آتا ہے ۔ اس لئے اس قانون کو بڑا سوچ سمجھ کے ساتھ اور اپنی ذات کو قربان کر کے، اور قوم کا جو مفاد ہے اس کو مدِنظر رکھ کر بنانا چاہیئے اگرچہ میں اس کمیٹی میں تھا، مگر ہم نے جو کچھ وہاں سفارش کی ایسا معلوم ہوتا ہے یہ وہ نہیں ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس جائے ۔ اور جو غلطی ہے وہ درست کرے ۔ شکریہ ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ، جناب عبدالرحیم میرداد خیل ؟

میر نبی بخش زہری : میں نے پہلے عرض کیا تھا ۔ ۔ ۔ ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : میں محترم کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ جو موور ہیں پہلے ان کا رائٹ ہے ۔

میر نبی بخش زہری : جناب درمیان میں غیر موور نے بھی بات کی ۔ میں اکیلا نہیں عرض کر رہا، سینڈوچ درمیان میں ہو گیا ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : میں گزارش کروں گا کہ اس کے بعد آپ کو موقع دیا جائے گا ۔ جناب عبدالرحیم میرداد خیل صاحب ۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ، جناب چیئرمین! میں مختصر سی گذارش کروں گا کہ جو کمیٹی قائم کی گئی ہے اس کمیٹی کے سپرد یہ کام کیا جائے تاکہ ہم نہایت غور و خوض سے اس قوم، ملک و ملت کو ایسا نظام دے سکیں ہم آخر اس قوم سے منتخب ہو کر آئے ہیں، اور ہم چاہتے ہیں کہ اس قوم کی امیدوں پر پورا اتریں ۔ اور یہ ثابت کریں کہ ہم نے آپ سے جو وعدے کئے ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ وہ اس ہاؤس سے منظور کرائیں ۔ ہم نے اس ایوان میں اپنے ضمیر کی آواز کو پیش کرنا ہے ۔ اس لئے میں چاہتا ہوں اس کو قائمہ کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور اس پر مکمل غور و بحث ہو جائے ۔ شکریہ ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، جناب مولانا کوثر نیازی صاحب۔

مولانا کوثر نیازی: جناب چیئرمین! اس بل کو سٹینڈنگ کمیٹی کی طرف بھیجنے کا اہم سبب یہ ہے۔ حقیقت میں ہم آٹھویں ترمیم بل کے وقت اپنے ہاتھ کٹوا چکے ہیں آٹھویں ترمیمی بل کے ذریعے سے ایک hidden طریقے سے ہم سے یہ منظوری لے لی گئی کہ جو قاعدے اور ضابطے سیاسی جماعتوں کے ضمن میں مارشل لاء کے دوران جاری کئے جاتے رہے ہیں۔ ان کو بھی ہم approve کر دیں سب مجھے یہ ماننا چاہیئے کہ اس وقت یہ مضمرات واقعتاً ہمارے سامنے نہیں آئے۔ اب صورت حال جناب والا! یہ ہے کہ رجسٹریشن ہم منظور کر چکے۔ پارٹیوں کے اکاؤنٹ کی چیکنگ وغیرہ ہم منظور کر چکے۔ اب تین، بظاہر معصوم سی اور بے ضرر سی دفعات پر مشتمل بل ہمارے سامنے لاکر رکھ دیا گیا لیکن یہ ویسا ہی ہے جیسے دانہ اور دام والی بات ہوتی ہے بظاہر اوپر دانے ہیں لیکن دام نیچے ہے۔ یہ ہم منظور کر لیتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ پولیٹیکل پارٹی بل اصل جو ہم پہلے منظور کر چکے ہیں۔ اس کے بعد ہاتھوں کے کٹوانے کے بعد جو ٹنڈ منڈ بازو رہ گئے ہیں وہ بھی ہم کٹوا دیں۔ تو جناب والا! اب بہت ضروری ہے کہ اب جو ہمیں موقع ملا ہے اس میں ہم اس بل کے مضمرات پر اس بل کی دفعات پر کامل غور و خوض کریں۔ اور رولز میں ہمیں جو گنجائش دی گئی ہے۔ ان سے ہم پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔

دوسری بات جناب والا! یہ ہے حکومت ہر وقت ہوا کے گھوڑے پر سوار اس ایوان میں داخل ہوتی ہے۔ اس کو ہر بل کے پیش کرنے میں بڑی جلدی ہے، اور اس کے منظور کرانے میں بھی گویا کہ اگر کسی بل کے منظور ہونے میں کچھ دیر رہ گئی یا رولز کے مطابق اسے منظور نہ کیا گیا، تو آسمان ٹوٹ پڑے گا، زمین پھٹ پڑے گی، جب ہمیں یہاں آٹھواں ترمیمی بل منظور کرنے کو کہا گیا تو اس

[Maulana Kausar Niazi]

دلیل یہ دی گئی یہ تو متفقہ بل ہے قومی اسمبلی نے اسے متفقہ طور پر منظور کیا ہے۔ اسے قائمہ کمیٹی کے پاس بھیجنے کی چنداں ضرورت نہیں ہم نے بادل نخواستہ یہ بات مان لی۔ اب یہ بل جو ہمارے سامنے آیا ہے یہ ایک ڈسپیوٹیڈ بل ہے ایک نزاعی بل ہے۔ اس پر قومی اسمبلی کے بہت سے اراکین نے واک آؤٹ کیا، انہوں نے اسے reject کر دیا اب یہ دلیل نہیں دی جا سکتی، کہ قومی اسمبلی اسے متفقہ طور پر منظور کر چکی ہے اس لئے ہم بھی اپنے رولز معطل کر کے اس پر بحث کا آغاز کر دیں، تاکہ اس کی منظوری کے راستے ہموار ہو سکیں۔

جناب چیئرمین! یہ بل مستقبل کا ایک بہت اہم بل ہے۔ کہا جاتا رہا ہے کہ اس ملک میں مارشل لاء اس لئے لگتے رہے ہیں کہ سیاسی جماعتیں اس کی ذمہ دار ہیں۔ کہا جاتا رہا ہے کہ اس ملک میں انتشار اس لئے پھیلا، کہ سیاسی جماعتیں صحیح طور پر، صحیح خطوط پر منظم نہ تھیں۔ آٹھ نو سال غور و خوض کے بعد ہمارے حکمرانوں نے جو نسخہ شفا سیاسی جماعتوں کے لئے تجویز کیا ہے اس کے بعد یہ توقع ہونی چاہیئے کہ اب مارشل لاء کا اعادہ نہیں ہو گا۔ سیاسی جماعتیں صحیح خطوط پر منظم ہو سکیں گی لیکن یہ بل اتنی جلدی سے ہم سے منظور کروایا جا رہا ہے۔ کہ جو رولز ہیں اس ہاؤس کو پروویلجز دئے گئے ہیں۔ یہ چاہا جا رہا ہے ہم انہیں چھوڑ دیں تاکہ جلد سے جلد یہ بل منظور ہو جائے۔ جناب چیئرمین! کیوں، کس لئے، جبکہ اس بل پر ہمارے مستقبل کا، ہماری نسلوں کا انحصار ہے جبکہ اس ملک پر جمہوریت کی صحیح ترویج کا انحصار ہے جبکہ اس بل پر مارشل لاء کے دوبارہ اعادہ نہ ہونے کا انحصار ہے۔ تو کیوں موقع نہیں دیا جاتا کہ ہم اس بل کو صحیح طور پر جانچ پرکھ سکیں اور رولز کے اندر ہمیں جو گنجائش فراہم کی گئی ہیں ہم ان سے استفادہ کر سکیں۔

جناب چیئرمین! دیکھ لیں ہماری نیت خواہ مخواہ اڑنگے لگانے

کی نہیں ہے خواہ مخواہ ہم اپنے وزیر عدل اپنے دوست خان اقبال احمد خان کا قیمتی وقت برباد نہیں کرنا چاہتے ہیں۔ ہم نے کوئی بہت زیادہ وقت نہیں مانگا ہے ہم نے چار دن مانگے ہیں۔ اور وہ بھی اس لئے مانگے ہیں۔ کہ وہ جو روائتی شعر ہے۔

ع میرے محبوب کے ملنے کا وعدہ چار دن کا ہے
کسی سے سُن لیا ہوگا کہ دنیا چار دن کی ہے

اس لئے نہیں کہ چار روزہ دنیا ختم ہو جائے۔ اور یہ بل بھی پاس نہ ہو سکے۔ نہیں، ہم چاہتے ہیں کم سے کم وقت وہ ہمیں دیں۔ تاکہ ہم اس کے مضمرات پر اس کی دفعات پر پوری طرح غور و خوض کر سکیں اور اس کے بعد یہ مسئلہ ایوان میں پیش ہو، اور رولز کے مطابق ہم آگے پروسیڈ کر سکیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ، محترم میر نبی بخش زہری صاحب!

میر نبی بخش زہری : شکریہ، عزت مآب جناب چیئرمین! مجھے آپنے یہ موقع دیا اور میں اختصار کے ساتھ کوشش کر رہا ہوں کہ جو کچھ ہمارے معزز ممبران نے جس کو میں سینٹ برادری کہتا ہوں۔ ہم بھائی ہیں۔ ہماری رائے بھی ایک ہو، ہمارا راستہ بھی ایک ہو، ہمارا کردار بھی ایک ہو، اور ملک کے مفاد میں ہو، تو اس کے متعلق میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میرے دوست مولانا کوثر نیازی صاحب جو کہ بہت اچھے شاعر بھی ہیں، اور انہوں نے یہ جو شعر پیش کیا کہ چار دن کے لئے اسے موخر کیا جائے۔ تو میں ذاتی طور پر چاہتا ہوں کہ اس سے اختلاف کروں۔ اس لئے کہ اختلاف برائے اختلاف نہیں ہوتا . . . . . .

جناب ڈپٹی چیئرمین : میں گزارش کروں گا فاضل ممبر کی خدمت میں کہ آج رات آپ نے ایک دعوت بھی دی ہوئی ہے۔ اور جتنی دیر آپ تقریر کرتے رہیں گے مجھے تو کوئی عذر نہیں اتنی دیر ان کو لگتی جائے گی . . . . (مداخلت)

میر نبی بخش زہری : جناب کے علم میں ہے ابھی تو گھنٹہ پون گھنٹہ باقی ہے........

جناب ڈپٹی چیئرمین : پھر میں اجلاس ملتوی نہیں کروں گا، جاری رکھوں گا......

میر نبی بخش زہری : کھانا کھا کر واپس آ جائیں گے جناب حکم دیں۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : پوائنٹ آف آرڈر۔ اس برادری میں یہ فرق اس نے کیوں کیا ہے اس کی وجوہات بتا سکتے ہیں؟

Mr. Deputy Chairman : This is not a Point of Order.

ہاں جی زہری صاحب، آپ فرمائیں؟

میر نبی بخش زہری : میرا دوست پوائنٹ آف آرڈر کا موقع محل نہیں سمجھا۔ ہمارے مختلف دوستوں نے مختلف دلائل دیئے کہ چار دن دئے جائیں تاکہ کمیٹی میں آپ بل کو thoroughly دیکھیں اور خامیاں نکال کر واپس ہاؤس میں لائیں اس کے بعد یہ پاس ہو جائے۔ اس کو قومی اسمبلی نے پاس کیا ہے اگر ہم اس میں ترمیم کریں گے تو پھر چار دن کی بات چالیس مہینوں کی بات بن جائے گی۔ دوبارہ قومی اسمبلی میں جائے گا۔ میرے دوست جانتے ہیں کہ ہماری ترامیم آخری نہیں ہوں گی بلکہ دوبارہ قومی اسمبلی میں جائے گی۔ ہو سکتا ہے کہ اس میں خامیاں بھی ہوں اس کو بہتر بنایا بھی جا سکتا ہے۔ میں اس بحث میں نہیں جاتا۔ اب admissibility کی بات ہے۔ اس لئے میں مخالفت کے دلائل دیتا ہوں۔

نمبر ۱۔ اس میں بہت دیر لگ جائے گی۔

نمبر ۲۔ اگر یہ ایوان بالا اس میں تاخیر کرے گا اور یہ بل نہ اٹھا،

جمہوریت قائم نہ ہوئی، تو پھر یہ الزام ہمارے اس ہاؤس پر عائد ہوگا۔

چونکہ وہ دن بہت کم رہ گئے ہیں۔ صدر اعلان کر رہا ہے۔ تو میری تجویز ہے کہ اس کی راہ میں حائل نہیں ہونا چاہیئے۔ ہم چاہتے ہیں کہ جلد از جلد مارشل لاء اٹھے اور باقاعدہ جمہوریت بحال ہو، اگر ہم ایک غلط طریقے سے ایک لفظ پاس کریں۔ تو یقیناً ہم مارشل لاء کے خاتمے کے بعد اس کی ترمیم کرنے میں بااختیار ہوں گے یہ نہیں ہے کہ ہمیں بعد میں اجازت نہیں ہوگی یہ آئین موجود ہے کہ ہم اس کو بعد میں بھی درست کر سکتے ہیں۔ ہمیں رکاوٹ نہیں بننا چاہیئے جو کہ نو/دس کروڑ عوام کے سامنے اس ہاؤس کے ممبران کو ذمہ دار گردانتا پڑتا ہے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں درخواست کرتا ہوں کہ ہمیں آگے بڑھنا چاہیئے۔ سوائے اس کے کچھ headlines اخبارات میں آسکتی ہیں میں ان دوستوں کے لئے بہت خوش ہوں مگر نتیجہ آخر وہی ہوگا۔

Mr. Javed Jabbar : This is not a fair inference. Every objection on our part is imputed to get attention in the newspaper. This is reflection upon the integrity of the members. The other day, the Justice Minister......*(Interruption)*.

Mr. Deputy Chairman : Then why does the honourable member feel that it is particularly referred to him?

Mr. Javed Jabbar: Because he has referred to those who had moved the amendment, Sir. Every step that we take.....*(Interruptions)*.

Mir Yousuf Ali Khan Magsi: Am I permitted, Sir ?

Mr. Deputy Chairman: Yes Please.

Mr. Yousuf Ali Khan, Magsi : I beg, through you, to draw the attention of the House to the fact that why are we being pushed to go through it ? Actually, as a matter of fact, I disagree with Mr. Zehri Mr. Zehri has said that he has only referred to one thing ; that we should get rid of Martial Law. But if this Bill is passed with defects then we are going to be ready for another Martial Law. That is why I request that it is a very important Bill. The whole future, the political future depends upon it. So, we should thing it calmly and we should not pass it in such a way that on 31st this Martial Law goes and then on the next 31st, we may have another Martial Law. I request that the Bill should go to the Committee. Why is the Committee made ? The Committee is made ......*(Interruptions).*

Mr. Deputy Chairman: Thank you.

Mr. Hasan A. Shaikh: Point of Order, Sir. He should speak in support of the motion. It is not point of order.

جناب شاد محمد خان : مختصراً جناب مخالفت میں وہ پانچ بول چکے ہیں ہمیں بھی بولنے دیں ۔ ہمارے بھی اپنے views ہیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : نہیں سوال یہ ہے کہ جنہوں نے یہ موشن move کیا تھا یہ اصل حق ان کا ہے ۔ لیکن ہر ایک ممبر کی افادیت بڑی اہم ہے ۔ اس لئے میں ذاتی طور پر کسی کو رد کرنا پسند نہیں کرتا ۔ اصل میں حق ان کا تھا ۔ بہرحال یہ پھر ہاؤس میں آئے گا تو اس میں آپ جتنی بحث کرنا چاہیں کر لیں ۔

قاضی حسین احمد : پوائنٹ آف آرڈر سر! بحث کرنا اور ہے اس کو آپ سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کر رہے ہیں ۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس کے اوپر بات کرنے کا ہمیں موقع دیا جائے ۔

جناب احمد میاں سومرو : جنہوں نے ترامیم تجویز کی ہیں ان کا مطلب یہ نہیں ہے کہ صرف ان ہی کا حق ہے یہ جو باقی ممبر ہاؤس کے ہیں کیا ان کا اس پر بولنے کا حق نہیں ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : ٹھیک ہے فرمائیے۔

جناب شاد محمد خان : میں یہ مختصراً عرض کروں گا کہ جتنا وقت اس پولیٹیکل پارٹیز بل کے لئے حکومت نے دیا ہے ہم ان کے ممنون و مشکور ہیں۔ جنہوں قومی اسمبلی میں چلتا رہا، اس کے بعد سینٹ اپنے طور پر اس کو thrash out کرتی رہی اور کمیٹیاں بنیں اور رپورٹس آئیں۔ جن خیالات کا اظہار کیا گیا تھا اپنی رپورٹ کی شکل میں وزیر عدل ایک بل سامنے لائے ہیں۔ جب قومی اسمبلی میں یہ بل متعارف کرایا جا رہا تھا تو ساتھ ہی ساتھ اس پر سینٹ کی ایک خصوصی کمیٹی بنائی گئی تھی جس میں یہی ترامیم من و عن پیش کی گئی تھیں اور اس کمیٹی میں جناب مولانا کوثر نیازی صاحب اور دوسرے اور بھی ممبران تھے۔ اور اس دن بھی اس بل پر یہ متفقہ فیصلہ ہوا تھا کہ اس بل میں کوئی خاص قباحت نہیں ہے۔ لہذا اسے نکلنے دینا چاہیئے۔ کیونکہ اصولی طور پر یہ لوگ مان چکے ہیں۔ رجسٹریشن آف پارٹیز تو ہو گئی ہے۔ از سر نو اس لئے کہ پارٹی کی حیثیت و ہیئت وہ نہیں رہا جو ۱۹۷۷ء میں تھی۔ اس کے بعد اکاؤنٹس بھی چیک ہوئے۔

لہذا اگر پاکستان کا استحکام چاہتے ہیں تو وقت کا ضیاع نہیں کرنا چاہیئے، سٹینڈنگ کمیٹی کو ریفر کر کے وقت ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ اور یہ ڈیفیکشن کلاز جو اتنی ضروری اور اہم ہے کہ اگر یہ نہ ہو تو یہ ملک افراتفری کا شکار ہو گا، لوگ روز پارٹیاں تبدیل کریں گے اس لئے میں استدعا کروں گا کہ اسے من و عن تسلیم کیا جانا چاہیئے اور اس ایوان کا وقت نہیں ضائع کرنا چاہیئے۔

مولانا کوثر نیازی : پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا! خانصاحب نے خواہ مخواہ میرا نام لیا بات یہ ہے کہ یہ ہاؤس غیر جماعتی بنیادوں پر قائم ہوا ہے اس میں کوئی لیڈر آف دی ہاؤس نہیں ہے

[Maulana Kausar Niazi]

یا چار یا پانچ آدمی اس ہاؤس کے نمائندے نہیں ہیں کہ ان سے جس بات میں حکومت نے مشورہ کر لیا وہ پورے ایوان پر لاگو ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے کہہ دیا تھا واضح طور پر کہ پولٹیکل پارٹیز کی رجسٹریشن وغیرہ کی جو قدغنیں ہیں، ان کی ہم پرزور مخالفت کریں گے اب خواہ مخواہ خان صاحب حکومت کی تائید کے شوق میں ہمیں کانٹوں میں گھسیٹ رہے ہیں میں ان سے عرض کروں گا کہ کہ وہ از راہ کرم اس طرح کے ریفرنس یہاں پیش نہ کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے، یہ تو آپ کا باہمی فیصلہ ہے۔

مولانا کوثر نیازی : یہ جناب پوائنٹ آف آرڈر کیوں نہیں ہے؟

جب ایک فاضل ممبر ۔۔۔۔ (مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین : یہ آپ کا مسئلہ ہے۔

مولانا کوثر نیازی : میں جناب! آپس کے مسئلہ کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ یہ کوئی گندے کپڑے دھونے کا گھاٹ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : اس بھی، میں کیا کر سکتا ہوں۔ کمیٹی میں دیگر ممبران بھی تھے اس لئے میرے لئے اس پر کوئی فیصلہ دینا بڑا مشکل ہے۔

مولانا کوثر نیازی : یہ میں نے پرسنل ایکسپلینیشن کے لئے عرض کیا تھا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ۔

نوابزادہ عنایت خان : جناب والا! اس مسئلہ پر جب سینٹ کے اراکین کی کمیٹی بن گئی تو اس میں بھی سینٹ کے وہی اراکین ممبر تھے جو اب یہ چاہتے ہیں کہ وہ بل ان کے سامنے آ جائے اور یہ بھی چاہتے ہیں کہ اس کو پڑھنے کے لئے ان کو مہلت دی جائے ۔۔۔ (مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین : آپ جاری رکھیں۔

نوابزادہ عنایت خان : اس مسئلے پر ہماری تین چار میٹنگ ہوئی ہیں اس میں یہ فاضل ممبران تشریف رکھتے تھے۔ اس وقت انہوں نے کیوں اعتراض نہیں کیا اب یہ یہاں اٹھ کر کہتے ہیں کہ اس میں خامیاں ہیں اور یہ غلط ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اس وقت بھی یہ سارے موجود رہتے۔ اس پر کافی بحث ہوئی ہے۔ کافی وقت اس پر ضائع ہوا ہے۔ ایک ایک لفظ پر ہم نے کئی کئی گھنٹے ضائع کئے ہیں۔ اس وقت ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے جتنا کہ یہ چاہتے ہیں۔ ہم تو اس حق میں ہیں جس طریقے سے بھی ہو، یہ بل جلدی سے پاس ہو جائے تا کہ ملک سے مارشل لاء چلا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ۔ محترم قاضی حسین احمد صاحب!

قاضی حسین احمد : جناب والا! یہ ساری قوم کو معلوم ہے اور یہ سارا ایوان اس بات سے اتفاق کرے گا کہ ہم اس وقت ایک سیاسی بحران میں ہیں، ہمارا ملک ایک سیاسی بحران سے دوچار ہے۔ یہاں پر مارشل لاء نافذ ہے اور مارشل لاء کو ہٹانے کا اعلان بھی کیا جا چکا ہے اور مارشل لاء کو ہٹانے کے ساتھ (پولیٹیکل پارٹی کی ریوائیول کو) خود حکومت نے سیاسی جماعتوں کے احیاء کے معاملے کو منسلک کیا ہے۔ سب سے پہلے جب ایوان میں یہ بات اٹھی اس کے جواب میں وزیراعظم نے یہ کہا کہ مارشل لاء کو اٹھانے میں اور کوئی رکاوٹ نہیں ہے لیکن یہاں پولیٹیکل پارٹی سسٹم نہیں ہے۔ اس حد تک میں معزز ممبران جناب شاہ محمد صاحب اور نوابزادہ عنایت اللہ صاحب سے اتفاق کرتا ہوں کہ اس کی خاطر کمیٹیاں بنائی گئیں۔ ہم نے ایک ایک لفظ پر سوچا۔ ہم نے ایک ایک لفظ پر غور کیا۔ لیکن جناب والا! بات یہ ہے کہ وہ ممبر صاحبان جو کہ اس میں شریک تھے جو لوگوں سے گلہ اور شکوہ کر رہے ہیں کہ ہم نے اس کے ایک ایک لفظ پر غور کیا ب وہ تمام اب اس بل کو بھی دیکھیں، شاید انہوں نے اس بل

[Qazi Hussain Ahmed]

کو ملاحظہ نہیں کیا کہ اس بل میں اس کمیٹی کی رپورٹ کا کہیں ذکر ہی نہیں ہے اور اس کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ سینیٹ کی جو کمیٹی بنی تھی اس کی رپورٹ کو بھی اور قومی اسمبلی میں جو کمیٹی بنی تھی اس کی رپورٹ کو بھی کلیتاً نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اور اب یہاں ایک ایسے بل کو پیش کیا جا رہا ہے جس سے بالکل واضح نظر آ رہا ہے کہ اس سیاسی بحران کا سامنا کرنے کی بجائے اور "ایک مستحکم جمہوری نظام کے (احیا) کی بجائے" حکومت کنی کترانا چاہتی ہے اس پورے مسئلے سے، اس پورے اصل مسئلے سے پہلو تہی کر رہی ہے۔ اس لئے یہ انتہائی ضروری ہے کہ اس بل کو سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے تاکہ جو اصل مسئلہ ہے، اس کا جو اصل حل ہے کہ اس طریقے سے یہاں سیاسی جماعتوں اور سیاسی عمل کا احیاء ہو سکے اور یہاں ایک ایسا پولیٹیکل پارٹیز بل آ سکے جو حقیقت میں ہماری ضروریات کو پورا کرتا ہے ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر سطحی طور سے معاملات کو لیا گیا اور سیاسی عمل کے احیاء سے غلط طریقے سے نمٹنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تو یہ سیاسی بحران مزید گہرا ہونا جائے گا جس کے ہم سب ذمہ دار ہوں گے اس لئے میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ کوئی اس میں جلدی نہ کریں اور اس بل کو پورے سوچ بچار کے بعد ایک مناسب طریقے سے ایوان میں لانے کی کوشش کریں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ ارشاد فرمائیں، نوابزادہ محمد علی خان ہوتی صاحب!

Mr. Muhammad Ali Khan : An honourable member has stated that there is no Leader of the House, may I remind him that we have unanimously elected the Prime Minister as the Leader of the House and in his absence Khan Fida Mohammad Khan is acting as such. It was, just to put the record straight. Thank you.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Mr. Chairman Sir, I actually fail to under-stand as to why a simple request to send this Bill to the Standing

Committee and to report back only within four days, has been opposed by my very learned Minister for Justice. Is it opposition just for the sake of opposition, because we say something and it has to opposed. On the 6th July Qazi Hussain Ahmed had moved his Privilege Motion and on the 7th of July a Committee of the Senate was formed to report within 30 days on the Revival of political parties Act and earlier than that a 29 members Committee was formed by the National Assembly for the purpose of recommending the future political structure of the country. The report of this Senate Special Committee, although it was given 30 days but much before that on the 31st of July they gave a very comprehensive report. Since then the report was placed before the House and then kept in a cold storage by the Government. That has been in the cold storage for almost 5 months and now Government has come out with this present Bill and for all practical purpose they are mainly interested in one clause that is the defection clause.

I will, of course not go into the details of the Bill becuase I will say that at the appropiate time. If the honourable Minister for Justice does not insists on rejecting our very legitimate request and they can just give us four days. On the last Thursday we passed three Bills we can dispose of the work as in a matter of half an hour. We are here to cooperate but let them be fair to the Bill, let us examine it.

It is a Bill concerning the furture set up of this country. Every time, everyone has been talking of political parties revival, registration and there has been 9 amendments to the 1962 Political Parties Act which has been discussed in that Special Committee. If a time of another four days is given to study it thoroughly, I do not think it is going to make much of a difference. Martial Law does not depend on it. It has already been announced that it would be withdrawn before the 31st and therefore, I would request the honourable Minister not to merely oppose it for the sake of opposition.

Mr. Deputy Chairman: Mr. Iqbal Ahmad Khan ?

جناب اقبال احمد خان : شکریہ، جناب چیئرمین! اس ترمیم پر معزز سینیٹرز نے اظہار خیال فرمایا ہے۔ اس میں بل کے اصولوں اور سیاسی جماعتوں کے ایکٹ پر بھی اظہار خیال فرمادیا اگرچہ اس

[Mr. Iqbal Ahmad Khan]

ترمیم پر گفت و شنید کرتے وقت ان چیزوں کا اظہار شاید اس مرحلے پر نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن اس خیال سے کہ کہیں کوئی بدگمانی پیدا نہ ہو جائے میں نہایت ہی مختصر وقت میں دو تین چیزوں کا اظہار کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ ایک معزز سینیٹر نے اپنی ترمیمی تحریک پر اظہار خیال فرماتے ہوئے آرٹیکل ۵، ۱۷، ۶۶، ۲۱۸ اور ۲۲۵ کا حوالہ دیا۔ میں نہایت ادب سے عرض کروں گا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ قانون کے طے شدہ اصول ہیں کہ معزز ایوان قانون بناتا ہے قانون کی وضاحت نہیں کرتا۔ وہ عدالتوں کا کام ہے اس لئے یہ بات قبل از وقت ہے کہ قانون آئین کی کسی دفعہ کی نفی ہے یا اس کی کنٹراڈکشن میں بن رہا ہے۔ یہ بات قبل از وقت ہے جب تک کہ آئین کی کوئی واضح دفعہ اس کے متعلق نہ موجود ہو جس کو پڑھ کر دیکھا جا سکے کہ وہ قانون پہلے سے اس قسم کا موجود ہے یا اس کی نفی میں کوئی واضح آئین کے اندر قانون موجود ہے۔ جن دفعات کا حوالہ دیا ہے میں ان کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا جب اس بل پر بحث شروع ہوگی اور اس وقت اگر یہ نکتہ اٹھایا گیا تو میں انشاءاللہ یہ کوشش کروں گا کہ اس کا بھی جواب دے سکوں۔

دوسرے جناب والا! یہاں اظہار خیال ہوا کہ اس پر غور و فکر کرنے کے لئے مہلت چاہیئے۔ قانون بننے سے پہلے غور و فکر ہونا چاہیئے لیکن یہ جو یہ ڈویژن ہے قائمہ کمیٹیوں کی اس کا رکھنے کا اصل مقصد یہی ہے کہ اگر کسی قانون پر غور و فکر کا موقع نہ ملا ہو تو پھر کمیٹی کے ذریعے سے غور و فکر کیا جا سکے۔ جناب والا! ابھی ایک معزز سینیٹر نے جو کہ ۲۹ رکنی کمیٹی کے رکن بھی تھے غالباً انہوں نے اظہار فرمایا کہ اس کا موقع نہیں دیا گیا جیسے میں نے پہلے گذارش کی انشاءاللہ اگر موقع ملا تو میں اس رپورٹ کو اس بل کے ساتھ ملا کر ہی آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ جناب اس کمیٹی نے جو اسی موضوع پر تھی جولائی کے پورے مہینے میں اس پر کم سے کم

دس میٹنگز ہوئیں اسی موضوع پر غور و فکر کر کے اپنی سفارشات دیں اور یہ جو بل آپ کی خدمت میں پیش ہے اس سے بھی زیادہ کڑی سفارشات انہوں نے کی تھیں، آج تو اس بات کا حوالہ بعض معزز اراکین دے رہے ہیں کہ یہ آئین کی فلاں آرٹیکل کی نفی کرتا ہے اس رپورٹ کے اندر یہ بھی سفارش کی گئی تھی کہ جناب جو پارٹی کے مینڈیٹ کے خلاف ووٹ دے گا اس کو بھی پارٹی سے نکال دیا جائے لیکن میں آج اس مرحلے پر صرف اتنا ہی کہنے پر اکتفا کروں گا کہ اس بل کے اندر ڈیفکشن کلاز نہیں ہے۔ ممبر صاحبان ووٹ دینے کے سلسلے میں اظہار رائے کرنے کے سلسلے میں مکمل آزاد ہیں۔ اس میں کوئی ایسی پابندی نہیں لگائی گئی کہ جو اس قسم کا اگر وہ اظہار خیال فرمائے گا تو اس کے خلاف اس کلاز کے ذریعے سے کوئی ایکشن لیا جا سکتا ہے۔ یہ بات درست نہیں ہے اور نہ ہی اس کی درست تشریح ہے۔ جناب والا! جو یہاں ترامیم پیش کی گئی ہیں ان ترامیم میں کم از کم دو معزز سینیٹر وہ بھی ہیں جو ۲۹ رکنی کمیٹی کے ممبر بھی تھے لیکن وہ دو جنہوں نے ترامیم دی ہیں . . . . .

(مداخلت)

<u>جناب ڈپٹی چیئرمین</u> : میرے خیال میں مداخلت نہ کریں۔ جب وہ تقریر فرما رہے ہیں تو یہ مناسب نہیں ہوگا۔

<u>جناب اقبال احمد خان</u> : جناب والا! مجھے تمام سینیٹرز کا مکمل احترام ہے لیکن اگر میں ان سے کہنے کی جسارت کروں کہ میری اس گزارش پر بھی کچھ اور مطلب نکال سکتے ہیں تو پھر میں سمجھوں گا کہ جو انٹرپریٹیشن بل پر کی جا رہی ہے۔ شاید وہ بھی درست نہ ہو۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس تیرہ ۱۳ رکنی کمیٹی میں سے دو ممبر کم از کم وہ ہیں جو اس کمیٹی کے بھی رکن تھے۔ آپ نے ۲۹ رکنی فرمایا ٹھیک ہے وہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔ ۱۳ رکنی کمیٹی اس سینیٹ کی بھی بنی میں نے کہا ہے کہ اس میں

[Mr. Iqbal Ahmad Khan]

معزز دو رکن جنہوں نے اس تحریک کے ذریعے ترمیم تجویز کی ہے اس میں وہ بھی دو معزز اراکین موجود تھے اور پھر بات یہیں حضور والا ختم نہیں ہوئی ۔ اس کمیٹی کی رپورٹ اس معزز ایوان میں پیش ہوئی ۔ اور اگست کے مہینے میں اس معزز ایوان نے اس پر سیر حاصل تبصرہ کیا بحث کی اور اپنے خیالات کا اظہار کیا ۔ وہ بھی ریکارڈ پہ ہے اور سارے اس معزز ہاؤس کا ان معزز سینیٹرز کا جنہوں نے اس کمیٹی میں اظہار خیال فرمایا تھا وہ بھی اس سینٹ کے ریکارڈ میں موجود ہے کہ اس وقت انہوں نے ان موضوعات پر کس طریقے سے اظہار خیال فرمایا تھا ۔ پھر جناب اس کے بعد قومی اسمبلی میں بل گیا بحث ہوئی پھر جناب یہ بل اس ہاؤس میں ٹرانسمٹ ہوا حضور والا آپ کو اس بات کا علم ہے کہ تمام اراکین اپنی ذاتی حیثیت میں منتخب ہو کر آئے ہیں اس ایوان کے اندر کوئی پارٹی کا تصور ابھی تک نہیں ہے اس لئے اس ایوان کے کام کو احسن طریقے سے چلانے کے لئے ہمیشہ وزیر اعظم صاحب نے معزز سینیٹرز کی رائے لینے کے لئے ان کو تکلیف دی اور تقریباً ماضی میں جتنی دفعہ بھی یہاں کوئی پروگرام وضع کیا گیا ہاؤس کو چلانے کے لئے ان کی رائے کے ساتھ ہی پروگرام وضع ہوتا رہا اور اس دفعہ بھی جناب والا اسی طریقے کے ساتھ معزز سینیٹرز کا اجلاس بلایا گیا اور اس پر ان سے رائے لینے کے بعد جو پروگرام مرتب کیا گیا اور اسی پروگرام کی روشنی میں جناب والا میں نے یہ موشنز جو ہیں وہ دی ہیں میں اسلئے میں عرض کروں گا کہ پہلے بھی کافی موقع ملے اس بل کے مضمون اور سیاسی جماعتوں کے سلسلے میں اظہار خیال کیلئے اور اب بھی ووٹ کے لئے کوئی میں یہ نہیں تحریک پیش کر رہا کہ آج ہی اس بل پر آپ ووٹ کر دیں ۔ میں تو یہ عرض کر رہا ہوں اس پر بحث شروع کریں ۔ معزز ایوان اس معاملے میں مکمل آزاد ہے ۔ وہ اس پر اظہار خیال فرمائیں گے جتنی بحث وہ کرنا چاہیں وہ کریں گے اس میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کی جائے گی ماضی کے اس تجربے کو نہیں دھرایا

جائے گا کیونکہ یہی یہ ڈیفکشن کلاز جب اس بل میں اس قانون سے نکالی گئی تھی تو وہ بل جہاں تک اسمبلی کا ریکارڈ میں نے دیکھا ہے وہ اڑھائی گھنٹے کے اندر منظور کر لی گئی تھی۔

یہ بھی ایک اہم مسئلہ ہے۔ میں شکر گزار ہوں معزز سینیٹرز کا جنہوں نے بعض innocent قسم کے بل جو ہیں ان کو جلدی پاس کر دیا اس میں کوئی شک کی بات نہیں ہے اور ان کی بہت بہت نوازش ہے لیکن اس بل پر میں یہ گذارش نہیں کر رہا کہ اس کو آج پاس کر دیں میں تو یہ عرض کر رہا ہوں اس پر بحث شروع کریں اور جب آپ بحث تسلی بخش طور پر مکمل کر لیں پھر دوسری ریڈنگ کی باری آئے گی پھر تیسری ریڈنگ کی باری آئے گی تو اس میں بہت سا آپ اظہار خیال فرما سکتے ہیں۔ آپ کی ترامیم کا حق بھی میں غصب نہیں کر رہا۔ وہ بھی آپ کا آئینی اور قانونی حق ہے آپ جس طریقے سے چاہیں کریں میں یہ گذارش کروں گا کہ میں ایک بات کی یقین دہانی کروانے کے بعد اپنی بات کو میں ختم کروں گا آپ کو اس بات کا علم ہے کہ اسی معزز ایوان کے اندر جب جناب وزیر اعظم صاحب نے معزز سینیٹر محترم قاضی حسین احمد صاحب کی تحریک استحقاق پر اظہار خیال فرماتے ہوئے کہا تھا کہ ہم چاہتے ہیں کہ ملک سے جلد از جلد مارشل لاء ختم ہو اور مارشل لاء ختم کرنے سے پہلے ہمیں کچھ ایسے اقدامات کرنے چاہئیں کہ مارشل لاء ختم ہونے کے بعد ملک میں سیاسی جماعتوں کا نظام صحیح طریقے سے چلے۔

جناب والا! یہ درست ہے کہ یہ بل مارشل لاء کی لفٹنگ سے مشروط نہیں ہے۔ یہ درست بات ہے۔ لیکن بات دراصل یہ ہے کہ لفٹنگ کے بعد کے جو حالات ہیں ان کے حالات کے متعلق بھی فیصلہ کرنا اس معزز ایوان کی ذمہ داری ہے۔ اس لئے اگر کل کو مارشل لاء ختم ہوتا ہے جو انشاءاللہ تعالیٰ جس تاریخ کا اعلان جناب وزیر اعظم صاحب نے اس معزز ایوان میں کیا تھا اس تک ضرور مارشل لاء ختم ہو

[Mr. Iqbal Ahmad Khan]

جائے گا۔ لیکن اس کے بعد جو سیاسی عمل شروع ہوتا ہے۔ اس کے لئے بھی
کچھ اہتمام کرنا چاہیئے ہماری یہ جو موجودہ
سیاسی پارٹیز کا بل ہے اس میں یہ ڈیفیکشن کلاز اس میں ہونی چاہیئے
تاکہ ملک کے اندر سیاسی جماعتوں کو استحکام حاصل ہو، اور وہ نہایت اعتماد
کے ساتھ ملک کی سیاست میں عمل دخل کر سکیں۔ اس لئے جب میں اس
نقطۂ نظر سے گذارش کروں تو پھر یہ بے جا نہ ہوگا - کہ ہمیں زیادہ تاخیر سے
کام نہیں لینا چاہیئے۔ اور میں ادب سے عرض کروں گا امنڈمنٹ پیش کرنے
والے معزز سینیٹرز کی خدمت میں اگر وہ میری اس بات کو قبول فرمائیں کہ اپنی ترمیم
پر زور نہ دیں تو اس بل پر ڈسکشن کو شروع کیا جائے۔ بصورت دیگر
جناب چیئرمین میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ پھر ان کی جو امنڈمنٹ
ہیں وہ ہاؤس کی منظوری کے لئے یا نامنظوری کے لئے پیش کی جائیں۔

Mr. Javed Jabbar : Point of personal explanation Sir, Mr. Chairman please be rest assured I don't wish to interrupt you, but I have a right to rebut a statement which is incorrect.

(Interruption).

Mr. Deputy Chairman : But I have said nothing.

Mr. Javed Jabbar : Not you Sir, the Justice Minister. The Justice Minister referred to the fact that the Senators met the Prime Minister and the presentation of this Bill was with the consent of the Senators. I wish to clarify this point that in that meeting I made my views clear and any informal meeting outside the Senate does not take away our right which is a part of the rules of procedure to move any amendment or any Motion.

Mr. Deputy Chairman : Thank you.

جناب اقبال احمد خان : پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن، جناب والا! مجھے معزز سینیٹر سے اتفاق ہے کہ اس معزز ایوان کے اندر رولز اور قواعد کے مطابق ان کا حق ہے۔ چونکہ یہ کہا گیا تھا کہ جسٹس منسٹر صاحب جلدی کیوں کر رہے ہیں۔ تو میرا یہ عرض کرنا فرض تھا کہ یہ تقسیم کار معزز سینیٹ کے مشورے سے طے کیا گیا ہے یہ میں نے عرض کیا ہے جہاں تک ان کے ووٹ کا حق ہے وہ بالکل ان کا حق ہے وہ اس کو اپوز بھی کر سکتے ہیں۔ میں نے unanimously کا لفظ استعمال نہیں کیا، ریکارڈ نکال کر دیکھ لیجئے میں نے اپنی صفائی کے سلسلے میں یہ کہا ہے کہ مشورے کے ساتھ ہم نے یہ تجویز پیش کی ہے اس سے زیادہ میں نے کچھ نہیں کہا۔

قاضی عبداللطیف : جناب والا! ایک وضاحت کی میں گزارش کروں گا

(مداخلت) ......

قاضی عبداللطیف : جناب چیئرمین! یہ مداخلت کس دفعہ کے تحت ہوئی ہے۔ کہ وہ ہمیں ٹوک سکتے ہیں۔ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ معزز وزیر محترم نے فرمایا، سینٹرل اور وزیر اعظم صاحب کے مشورے کے ساتھ یہاں یہ پروگرام بنایا گیا تھا۔ جناب والا کو یاد ہوگا میں نے وہاں بھی گزارش کی تھی یہ جو کچھ کہا جا رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ہم وہاں یہ تجویز پیش کریں کہ ہمیں ہمارا حق دیا جائے۔ تاکہ اسے کمیٹی کے حوالے کریں۔ وہاں بھی میں نے یہ گزارش کی تھی، دوسری بات جو میں گزارش کروں گا کہ یہ فرمایا گیا ہے کہ یہ بل بعینہ ہی وہی ہے جو کمیٹی نے پیش کیا تھا۔ حالانکہ کمیٹی نے جو بل پیش کیا تھا اس کی شقات ایک دوسرے کے ساتھ مربوط تھیں۔ اگر ان بل سے چند شقات کو نکال کر دو تین کو لایا جائے تو اس کا معنی تو یہی ہوگا کہ جس طریقے سے کہا جاتا ہے کہ "لا تقربوا الصلوٰۃ" پڑھا جاتا ہے پھر اس کے آگے پیچھے نہیں پڑھا جاتا۔ اس کو وہ سمجھا جائے کہ جو ہم نے بنایا تھا وہ ہے کیا؟ اور اس کی ساری دفعات ایک دوسرے کے ساتھ ایسی مربوط ہیں کہ اگر ان کو ایک دوسرے سے علیحدہ کر دیا جائے تو

[Qazi Abdul Latif]

مسودے کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے لہذا میں جناب والا سے گزارش کروں گا کہ یا تو وہ سارے کا سارا پیش کر دیا جائے تو یقینی بات ہے ہم اس پر بحث کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن اگر ان میں سے چند چیزیں نکال کر اپنے مقصد کے مطابق بنایا جائے تو ایسی بات نہیں ہونی چاہیئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : حضرات محترم اب یہ مسئلہ آپ کے سامنے ہے۔

The question before the House is that the Bill be referred to the Standing Committee.

مسئلہ یہ ہے کہ اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔

(The Motion was negatived).

Mr. Deputy Chairman: The motion is defeated The Motion before the House is:

> "That the Bill further to amend the Political Parties Act, 1962 [The Political Parties (Amendment) Bill, 1985], as passed by the National Assembly, be referred to the Standing Committee, concerned for report within four days.

مولانا کوثر نیازی : جناب چیئرمین آپ نے فرمایا۔

"Motion is defeated ".

موشن دو ہیں۔ اس لئے دوسری موشن باقی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : حضور والا یہ قانونی موشگافیاں جو ہیں یہ کہیں کی نہیں رکھیں گی۔ جناب اصل بات جو ہے ------ (مداخلت)

مولانا کوثر نیازی : جناب والا آپ کے چار روزہ دور میں یہ قانونی موشگافیاں اڑائی گئی ہیں۔ پھر آپ کہاں اور ہم کہاں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : مہربانی، شکریہ، جو حضرات دوسرے موشن کے حق میں ہیں۔ وہ بھی اسی مضمون کی ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹی کو جائے چار دنوں کے لئے۔ وہ مہربانی فرما کر اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو جائیں۔

وقفہ

Mr. Deputy Chairman: The motion is defeated.

Mr. Ahmed Mian Soomro : I would request the Law Minister if he wants discussion on the Bill, he may very kindly give us the Bill. By merely putting a clause, we cannot understand it. If this is what he wants to reduce the Senate to, I would very respectfully ask him please supply us copies of those Bills. They are not large but very small ~~Bills.~~ Acts, so that we can properly understand them and then let the Senate give its decision. I hope, you will accept this very legitimate and just request of the Senate which is essential for us to do our job.

پروفیسر خورشید احمد : جناب والا! یہ تیسرا موقع ہے کہ اس ایوان میں اس بات کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ جب پچھلے سیشن میں سات قوانین لائے گئے تھے۔ تو اس ایوان میں اس بات کا مطالبہ کیا گیا اور پھر اصل قوانین ہمیں دئے گئے۔ اسی ایوان میں تین قانون ہم نے پاس کئے ہیں ان کے سلسلے میں ہم نے پچھلے ہفتے مطالبہ کیا اور ہمیں دئے گئے تو پھر ہم نے انہیں پاس کیا۔ لیکن اب ہمیں ایک اہم قانون دیا گیا ہے لیکن اصل قانون جس میں تبدیلی کی جا رہی ہے نہیں دیا گیا۔ آخر کس طرح ہر بار ہم مطالبہ کریں۔ اس ایوان کو اور ممبران کو deal یہ بڑا غلط طریقہ ہے۔ کرنے کا۔

قاضی حسین احمد : پوائنٹ آف آرڈر سر! لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ ۱۹۶۲ء کا ایکٹ نہیں ہے بلکہ ۱۹۷۹ء کا مارشل لاء آرڈیننس ہے جو یہاں سے پاس کروایا جا رہا ہے۔

An honourable Member: This is not practicable.

Mr. Iqbal Ahmad Khan : Mr. Chairman Sir, may I take strong exception to this Sir,

یہ جو بل پاس کروایا جا رہا ہے سنہ ۱۹۷۹ء کا آرڈیننس یہاں پیش نہیں کیا جا رہا۔ یہاں صرف Defection Clause کا بل پیش کیا جا رہا ہے۔ اور میں یہ کہنا مناسب نہیں سمجھتا کہ ۱۹۷۹ء والا آرڈیننس پیش کر رہے ہیں۔ جو existing پولیٹیکل پارٹیز

[Mr. Iqbal Ahmad Khan]

ایکٹ موجود ہے اس میں ترمیمی بل دیا ہے جس میں ایک نئی کلاز defection کی ہم دے رہے ہیں ۱۹۷۹ء کا آرڈیننس یہاں پیش نہیں کیا جا رہا آپ کو صحیح سمجھنا چاہیئے ۔

Mr. M. Zahoor-ul-Haq: Sir, I very much recommend and then endorse the views of Mr. Soomro. The position is this that this Act of Political Parties was brought on the Statute Book in 1962 and very drastic amendments were made in the Act of 1962. So much so that the controversial Section 6 of today's proposed Bill was also incorporated and then it was repealed through an Ordinance in 1974. I am giving this limited history for the purpose that even the lawyers do no have the uptodate Statutes in their libraries. So the request or the demand of Mr. Soomro is very relevant that an uptodate copy of the 1962 Ordinance duly amended uptodate should be made available to the members so that they can contribute towards the discussion under debate.

جناب اقبال احمد خان : جناب والا ! جہاں تک مجھے یاد آ رہا ہے ۔ اس میں سینٹ سیکرٹریٹ رہنمائی کرے گا ۔ جب رپورٹ پر بحث شروع ہوئی تھی تمام معزز سینیٹرز کی خدمت میں اس کی کاپیاں پبلش کر دی تھیں ۔ میں نے سینٹ سیکرٹریٹ کی توجہ مبذول کروائی ہے ۔ مجھے یاد ہے کہ ہم نے پوری کی پوری کتابیں بلکہ اس میں الیکشن لاز بھی میں سپلائی کی تھیں ۔ اس لئے ریکارڈ چیک کر لیا جائے ۔ جناب والا ! عملاً پارلیمانی تاریخ میں ایسا ہوتا ہے کہ ہر قانون کی کاپیاں سپلائی کی جا سکیں جو دو یا تین دن کا وقفہ ہوتا ہے اس کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے ۔ کہ معزز اراکین پارلیمنٹ بل کو existing قانون کے ساتھ لائبریری کے حوالے سے یا کسی اور طریقے سے ملاحظہ فرما لیں ۔ اگر یہ مطالبہ اس دن مجھ سے فرماتے جس دن میں نے ۱۴ تاریخ کو بحث کے لئے کہا تھا تو میں یقیناً کوشش کرتا اگر ممکن ہوتا تو اس کے مطابق copies کو سپلائی کرنے کی کوشش کرتا ۔

اب جناب والا! میں یہ کوشش کروں گا کہ یہ کاپیاں اگر کہیں سے مہیا کر سکوں تو میں معزز ممبران کو پیش کر دوں یا کچھ کاپیاں سینٹ سیکرٹریٹ کے حوالے کر دوں جو زیادہ غور و فکر کرنا چاہتے ہوں وہ حاصل کر سکتے ہیں ۔ اور اس بناء پر بل پر بحث کو ملتوی نہیں کیا جا سکتا اور مجھے اجازت دی جائے ۔ کہ بل کو انٹروڈیوس کر دوں ۔

Mr. M. Zahoor-ul-Haq: Point of Order; Sir. I just to facilitate the issue....

الیکشن کمیشن نے ایک کتاب جس کا گرین کور ہے

Election Laws of Pakistan.

If you can kindly get a couple of copies from the Election Commission and make it available here that will fulfil the requirement.

جناب ڈپٹی چیئرمین : ٹھیک ہے ۔

Mr. Iqbal Ahmad Khan: This is what I have suggested, Sir, and tomorrow morning, I shall be able to give you some copies because I had also earlier at the time of discussion on the Report supplied certain copies of that Election Laws issued by the Election Commission, Sir.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Point of Order, Sir. If he is not going to give us that then it is no use of sitting in this Senate and I would, therefore, walk out, Sir.

Few Senators: We also walk out, Sir.

جناب اقبال احمد خان : میں نے جناب والا! یہ عرض کیا ہے کہ کل صبح ..... مہیا کروں گا میں نے آپ کو عرض نہیں کیا کہ آپ سب دوست اس میں بحث کریں میں تو اپنی گزارشات پارلیمنٹ کے اندر پیش کروں گا ۔ اور صبح آپ کو جہاں تک ممکن ہوا کاپیاں مہیا کی جائیں گی ۔

Mr. Javed Jabbar: Mr. Chairman, Sir, In all deference I think, the justice Minister should take note of the fact that the sentiments and the thoughts are so strong that we cannot let the Justice Minister introduce the Bill until the proper documents are available to all members. Some of us do have them. But it is not fair to the Senate that the Justice Minister should proceed with the general principles of the Bill when we do not have all the documents. If he does not kindly agree then I will also be constrained to walk out, Sir.

جناب اقبال احمد خان : جناب والا ! میں نے تو عرض کیا کہ صبح کاپیاں دے دی جائیں گی اور میں آپ کی وساطت سے سینٹ سیکرٹریٹ سے عرض کروں گا کہ ہم نے definitely ان کو کاپیاں دی تھیں پچھلے اجلاس کے اندر یہ کبھی بھی کسی پارلیمانی تاریخ میں نہیں ہے کہ بار بار کاپیاں دی جائیں۔ اس کے باوجود میں نے یہ وعدہ کیا کہ کچھ کاپیاں کل مہیا کر دی جائیں گی۔ آپ نے سینٹ کی کمیٹی پر بھی بحث کی، اس کے بعد آپ اس بل کو تین دنوں میں سٹڈی بھی کیا، اور میری طرف اتنی گزارشیں پر میں گستاخی نہیں کرنا چاہتا۔ مجھے سب ممبروں کا احترام ہے میں صرف چار پانچ منٹ اپنی گزارشات مکمل کروں گا۔ کل صبح چند کاپیاں یہاں رکھ دی جائیں گی۔ جس ممبر صاحب کو ضرورت ہو وہ سینٹ سیکرٹریٹ سے حاصل کرے۔ اب اس کے بعد بھی اگر یہ کہیں تو یہ میرے ساتھ unfair طریقہ کار ہے۔ میں ان سے استدعا کروں گا کہ تشریف رکھیں اور سینٹ سیکرٹریٹ کے پاس اگر ریکارڈ ہو تو کم از کم جو معزز اراکین اس وقت مطالبہ کر رہے ہیں یقیناً ان کی خدمت میں کاپی پہنچائی گئی تھی ----

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین : جناب اقبال احمد خان، آپ جاری رکھیں۔

جناب اقبال احمد خان : جناب چیئرمین ! میں آپ کا شکر گزار ہوں

کہ آپ نے مجھے اس بل پر بحث کا موقع عنایت فرمایا۔ جناب والا! پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ ۱۹۶۲ء جب اس وقت کی پارلیمنٹ نے منظور کیا تو اس کی سیکشن ۸ سب سیکشن (۲) کے تحت، ڈیفیکشن کلاز موجود تھی۔ ۱۹۷۴ء میں اپوزیشن سے تعلق رکھنے والے کچھ معزز اراکین اسمبلی نے اس وقت کی حکومتی پارٹی میں شرکت کی اور اس وقت کے قانون کے مطابق ہائی کورٹ میں ایک رٹ دائر ہوئی کہ ایسے اشخاص کی سیٹوں کو خالی قرار دے کر الیکشن کا حکم دیا جائے لہذا اس وقت کی پارلیمنٹ نے ۱۹۷۵ء میں اس شق میں ترمیم کر کے ڈیفیکشن کلاز نکال دی میں آپ کی خدمت میں یہ کہنے کی جسارت کروں گا کہ چونکہ ڈیفیکشن کلاز کو نکالنے کا مقصد ان اراکین اسمبلی کو اس کلاز کے اثرات سے محفوظ کرنا تھا اس لئے اگرچہ وہ بل ۱۸۔ فروری ۱۹۷۵ء کو منظور ہوا لیکن اس کا اطلاق ۸۔ مئی ۱۹۷۴ء سے کر دیا گیا تاکہ وہ معزز ممبران جو فلور کراس کر گئے تھے ان کو تحفظ دیا جا سکے۔

جناب والا! تاریخ آپ کے سامنے شاہد ہے کہ پاکستان کے اندر جتنا سیاسی عدم استحکام ہوا ہے وہ صرف سیاسی وفاداریاں تبدیل کرنے کی وجہ سے ہوا ہے۔ اس کی وجہ سے ملک میں صحیح طور پر سیاسی جماعتوں میں نظم بھی قائم نہ ہو سکا اور سیاسی حکومت دلجمعی کے ساتھ کاروبار مملکت بھی نہ چلا سکی۔ اس کے ساتھ اگر یہ کلاز نہ رکھی جائے تو حکومتی پارٹی کو ہمیشہ advantage رہا ہے کہ وہ اپوزیشن کے کچھ ممبران کو کسی طریقے سے مائل کر کے اپنی جماعت میں شامل کر لے جس کی وجہ سے ہمیشہ اپوزیشن پارٹیاں ہی کمزور ہوتی رہیں۔ اس لئے اگر یہ بل منظور کیا جائے اور یہ کلاز اس میں شامل کی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ سیاسی طور پر حکومت کی نسبت

[Mr. Iqbal Ahmad Khan]

اپوزیشن کو اس کا زیادہ فائدہ پہنچے گا کیونکہ اپوزیشن کے ممبران جو ان کے ٹکٹ پر منتخب ہوں گے یا یہ کہ منتخب ہونے کے بعد اس میں شامل ہوں گے، پھر اس جماعت کو نہیں چھوڑ سکیں گے اور اس طریقے سے اپوزیشن نہایت اعتماد کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں کسی بھی پارلیمنٹ میں ادا کر سکتی ہے اور اس سے ملک میں سیاسی استحکام پیدا ہو گا۔ اس بناء پر میں سمجھتا ہوں کہ یہ بل نہایت ضروری ہے اور جو ۱۳ رکنی کمیٹی تھی اس نے تو جناب والا! اس سے بھی زیادہ قدغنیں لگائی تھی انہوں نے یہاں تک کہا تھا کہ جو ممبر جماعت کے فیصلہ کے خلاف ووٹ دے گا یا abstain کرے گا اس پر بھی اس کا اطلاق ہو گا لیکن اس کے بارے میں، ہم نے اپنے معزز ساتھیوں سے مشورہ کیا اور ان کے مشورے سے اُسے ختم کر دیا کیونکہ وہ انسان کے ضمیر کا سوال ہوتا ہے اور ضمیر کے خلاف ووٹ نہیں دیا جا سکتا اس لئے اس کو نکال دیا۔ اب جناب! اس بل میں دو شقیں ہیں وہ صرف اتنی ہیں جس کا مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی ممبر جماعت کے ٹکٹ پر منتخب ہو گا یا کسی اور طریقے سے منتخب ہونے کے بعد جماعت میں شامل ہو گا اگر وہ جماعت چھوڑے گا تو deseated تصور ہو گا۔

جناب والا! اس کے ساتھ ایک کلاز ہے جس میں ہم نے الیکشن کمیشن کی وضاحت کی ہے پہلے جو الیکشن کمیشن کی دفعہ تھی وہ یہ تھی کہ جو الیکشن کمیشن آرٹیکل ۲۱۸ یا پی پی او ۴ کے تحت ہو گا وہ کام کرے گا۔ لیکن آئین کے تحت اور پی پی او ۴ کے تحت الیکشن کمیشن کو جب تک کوئی اور فرائض انجام دینے کے لئے کسی قانون کے تحت اختیارات نہ دئیے جائیں وہ فرائض ادا نہیں کر سکتا تھا اس کمی کو پورا کرنے کے لئے ہم نے پرووائیڈ کیا کہ جو "الیکشن کمیشن" جنرل الیکشن کے لئے قائم کیا جائے گا اس الیکشن

کمیشن کو اس قانون کے اندر بھی جو ذمہ داریاں دی گئی ہیں انہیں پورا کرنے کا اختیار ہوگا۔

تیسری اور آخری کلاز میں ہم نے کہا ہے کہ اس قانون کے مطابق جو رولز میکنگ پاور ہے وہ گورنمنٹ کے پاس ہوگی اور جو رولز بنائے جائیں گے وہ صرف اور صرف اس قانون کے اندر دیئے گئے اختیارات کے مطابق ہی ہو سکتے ہیں، اس سے باہر نہیں ہو سکتے اور اگر وہ ان سے باہر ہوں گے تو وہ عدالت کی طرف سے کالعدم قرار پائیں گے۔ ان گزارشات کے ساتھ میں یہ بل introduce کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: محترم حسن اے شیخ صاحب۔

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, so for as this amending Bill is concerned it has mainly three provisions (i) that it provides for action against defection of a member (ii) that it provides for exercise of powers of the Election Commission and (iii) it provides for powers to the Federal Government to make rules. As far as defection clause is concerned, it is surprising that the members do not want to support loyalty to their own party. No member is forced or compelled to join a party: Undoubtedly it is true that this House is composed of people, of members who have been elected on no party basis but if any one chooses by his own choice, by his own free will to join a party then he must be prepared to remain loyal to that party *i.e.* a very important factor in political life of a country. In India by a constitutional amendments such a provision was made. In United Kingdom you cannot think of a person leaving his party and not going himself to resigning his seat and going to the poles. It is unthinkable even in Pakistan that people should support those who will be disloyal because they take a decision on their own merit, of their own free will to join a party. I, therefore, think that this particular clause of defection is not as strong as recommended by the Committee. In the Committee there were voices that it should be made much stronger than this. Here a member who leaves a party or defects a party he gets unseated but there is no other provision. Now, who has got this power ? This power is

[Mr. Hasan A. Shaikh]

vested in the Election Commission, which consists of a Supreme Court Judge and four judges of the four High Courts. What more judicial mind could be attracted to the controversy arising out of the Political Parties Act and if there is a person who is agrieved even after this consideration by the Election Commission he can go to Supreme Court directly. So, therefore, it is most just and in fact most appropriate piece of legislation that is being brought before this House. I was surprised to see that it was being opposed by people only for the sake of opposition. No body says that they will be compelled to join a particular party, no body says that Mr. Javed Jabbar must join a particular party, no body says that Prof. Khurshid Ahmed should join a particular party, each one of them out of their free choice will decide whatever he wants. But once they decide it, it will be going astray from that position to defect their party. I strongly support the clause brought by the Government.

جناب شاد محمد خان : جناب چیئرمین صاحب! اس مرحلے پر جناب والا مختصر وقت لیتے ہوئے یہ وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر پاکستان کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو یہی ایک وضاحت ہر وقت سامنے آتی رہی ہے کہ وقتاً فوقتاً ممبران وفاداریاں تبدیل کرتے رہے ہیں اور حکومتیں الٹتی رہی ہیں۔ میں اشارتاً ١٩٥٦ء کا حوالہ دوں گا جبکہ ٢٣ مارچ ١٩٥٦ء کو جشن اسلامی جمہوریہ منایا جا رہا تھا ٢١ مارچ ١٩٥٦ء کو ڈاکٹر خان صاحب مرحوم کی کابینہ ہاؤس کا اعتماد کھو چکی تھی لہذا وہی عوام جن کے بنیادی حقوق ٢١ مارچ کو معطل ہو گئے تھے اور ایسے وزیراعظم کو برسر اقتدار لانا تھا جس کی اکثریت نہیں تھی تو اس کا جشن بھی اس قوم نے منایا کہ یہ بڑا جمہوری آئین نافذ ہو رہا ہے۔ اس کے بعد کیا ہوا جناب والا! میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ راتوں رات وفاداریاں تبدیل کی گئیں اور پھر دوبارہ وزارتوں کا لالچ دے کر کے ڈپٹی منسٹروں کے لشکر بھرتی کرکے اور حکومت کو دوبارہ ہم پر مسلط کیا گیا۔ اگر یہ سیاسی وفاداریاں

تبدیل کرنے کے لئے پابندی یا قدغن نہیں لگائی جائے گی تو یہ پاکستان پھر ایک تماشہ گاہ بن جائے گا اور لوگ من مانی کرنے کے لئے اپنے ذاتی مفاد کے لئے وفاداریاں تبدیل کریں گے۔

اگر جناب والا یہ ایوان بالا اس ملک میں استحکام چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ آئینی استحکام ملے۔ پارٹیاں تبدیل نہ ہوں اور یہ قوم پھلے پھولے اور اسے ایک اچھی جمہوریت پسند حکومت میسر آئے تو اس میں مارشل لاء کے نفاذ کے خطرات بھی دور ہو جائیں گے اور آئندہ کے لئے کوئی جرأت بھی نہیں کر سکے گا کیونکہ اکثریت کے بل بوتے پر وہی پارٹی حکومت کر سکے گی جسے اکثریت کا اعتماد حاصل ہوگا۔ اس لئے جناب والا! ڈیفکشن کلاز پر اس ہاؤس کے اکثر ممبران نے ہر جگہ پارٹی بنیادوں پر اس کے باہر بھی اور اندر بھی کافی بحث اور لے دے کی ہے اس لئے یہ شرط نہایت ضروری ہے اور اسے پاس کر کے اس کا نفاذ کیا جائے۔

دوسری بات حسن اے شیخ صاحب نے جس طرف اشارہ کیا ہے اب ڈیفیکشن کلاز کے تحت اگر کسی کے خلاف کوئی کارروائی کرنی مطلوب ہو تو الیکشن کمیشن کے دائرہ کار میں لایا جا سکتا ہے کہ اس کے خلاف کرو اور اس میں جس طرح انہوں نے فرمایا کہ ایک سپریم کورٹ کا جج ہوگا، ہائی کورٹ کے جج ہوں گے لہذا اس سے زیادہ اچھا فورم کیا مل سکتا ہے۔ کیا وہ انصاف نہیں کرے گا؟۔ اس کے بعد بھی یہ بات طے ہو گئی ہے کہ اگر پھر بھی وہ شخص اس سے راضی نہ ہو جس نے پارٹی تبدیل کی ہے اور اس کی زد میں آیا ہے تو سپریم کورٹ کے پاس جا کر تیس دن کے اندر اپیل کر سکتا ہے۔ لہذا جناب میں اس بل کی تائید کرتا ہوں کہ اس کو من وعن تسلیم

[Mr. Shad Muhammad Khan]

کیا جائے تاکہ ایوان کا وقت بھی بچ جائے اور قوم کو فعال جمہوری حکومت بھی مل سکے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : محترم جناب ظہور الحق صاحب ۔

Mr. M. Zahoor-ul-haq: I think there is a sad aspect in support of this Bill. This Bill by virtue of Section 8 renders a member to lose his seat who crosses the floor, who defects his party. Now, this is because of the chequered political history of our country. We have not developed a political morality as yet. We do not have conventions like developed countries in the West where it is considered politicaly immorality to defect one's own party. If a member is elected on the ticket of the Conservative Party, there is no question of his crossing the floor to the Labour Party, for that he must resign from the Parliament. Similarly in certain countries constitutional safeguards have been incorporated but as far as the democracy is concerned, they have developed political morality and on that basis those countries do not require any statutory provision to penalise those who misconduct himself in political affairs. If some of us remember, in 1968 when the Martial Law came, the speech of the then Chief Martial Law Administrator was replete with the condemnation of the politicians in the Parliament crossing floor one side or the other. And then, as my friend Mr. Shad Mohammad Khan has referred to the history, to the history of the Republican Party and then as my friend the Justice Minister has referred to the withdrawal of a similar provision from the Act of 1962, in 1974, which was passed in 1975; giving retrospective effect to 1974, was only to give protection to those who had displayed disloyalty to their party and joined the other side.

So, let me blame myself. It is our political conduct with respect to the last 38 years that such legislation has become necessary and it is for this purpose that we are bringing this provision of Law in the House and if this Law is not there I doubt whether the political maturity and the political morality will be substantial enough to prevent a man, a mamber of the Parliament from crossing the floor to the other side at the cost of some personal temptations. So, this was a bad and a sad aspect of the Bill that is why we have felt the necessity of incorporating Section 8 in this Bill. Because the conduct of the members of the last Parliament have displayed such a morality in politics. Therefore, we

thought it necessary that it should be re-incorporated in this Bill and therefore, Sir if with the passage of time this statutory provision becomes of no use and we develop a political morality that we should not stab our own party on whose ticket we have come to the Parliament, then, of course, this statute Law would be redundent. There has been no necessity for the Leader of the Party to refer a matter to the Chief Election Commissioner and for an agrieved party to go to the Supreme Court, but that will take time and till such time we develop that standard of political character, this Bill is very very necessary and I, therefore, endorse it and I support it, Sir.

جناب ڈپٹی چیئرمین : جناب راحت سعید چھتاری صاحب۔

جناب راحت سعید چھتاری : جناب چیئرمین! پاکستان کی تاریخ پر نظر ڈال کر دیکھیں تو یہ بات واضح طور پر سامنے آجاتی ہے کہ جس طرح ایک پارٹی سے نکل کر دوسری پارٹی میں لوگ شامل ہوئے اور ریپبلکن پارٹی وجود میں آئی اور اس کے بعد کنونشن لیگ بنی یہ وہ چیزیں تھیں کہ جنہوں نے ہماری جڑوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا اور ہمارے استحکام کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے یہ مارشل لاء جو ۱۹۵۸ء سے لگنے شروع ہوئے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ ہم اپنے سیاسی استحکام کو اور اپنی سیاسی افادیت کو بالکل ہٹا چکے تھے اور ہم لوگوں کے ہاتھوں میں خود بک گئے تھے اب چونکہ ہم ایک نئے دور کا آغاز کر رہے ہیں اور جمہوریت کی دہلیز پر کھڑے ہوئے ہیں اور پرانے حالات کے پیش نظر ہمیں ایسے احکامات جاری کرنے چاہییں کہ جس کی بناء پر یہ صورت جو پہلے پیش آئی تھی اب نہ پیش آئے۔ لہٰذا میں اس بل کی شق کی حمایت کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : جناب محترم عبداللہ رہ گڑی، مخدوم محمد علی خان صاحب، ...... (مداخلت)

جناب اقبال احمد خان : میں نے آپ سے گزارش کی

[Mr. Iqbal Ahmad Khan]

تھی کہ سیکرٹریٹ سے تحقیق کرکے اس معزز ایوان کو بتایا جائے کہ کیا پورے الیکشن لاز کی کاپیاں تقسیم ہوئی تھیں کہ نہیں؟ یہ میں نے گزارش کی تھی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرے پاس ابھی اطلاع پہنچی ہے

The copies of the Election Laws were received from the Justice Division and distributed to all the members in the second Session of the Senate in July 85.

ہر ممبر کی خدمت میں اس کی کاپیاں پہلے پیش کی جا چکی ہیں۔ اطلاعاً عرض ہے۔ اور اب یہ اجلاس ملتوی کیا جاتا ہے۔

جناب احمد میاں سومرو: میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ جناب جسٹس منسٹر صاحب ہمیں وہ کاپیاں دیں گے یا نہیں دیں گے۔

جناب اقبال احمد خان: دیکھئے جناب عرض یہ ہے جہاں مجھے ہر سینیٹر کا احترام ہے میں ان کا بہت شکر گزار ہوں وہ اکثر میری رہنمائی کرتے رہتے ہیں۔ میری گزارش یہ تھی اور میں نے محسوس کیا کہ پہلے جو کتابیں دی گئیں تھیں ان میں اپ ٹو ڈیٹ پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ بھی تھا، بہرحال میں نے پہلے بھی جیسے عرض کیا ہے کچھ کاپیاں جتنی بھی مہیا ہو سکیں کوشش کروں گا کہ آپ کے حوالے کر دوں، پھر جن معزز سینیٹرز کو ضرورت ہو وہ اس سے استفادہ کر سکتے ہیں، اور یہ ممکن نہیں ہو سکے گا کہ میں سب کے لئے کاپیاں مہیا کر سکوں۔ لیکن کچھ نہ کچھ صبح ضرور آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much. The House is adjourned to meet at 10.00 A.M. on 15th December 1985.

[The House adjourned to meet again at ten of the clock in the morning on sunday, December 15,1985.]

PCPPI–2227(86)/Senate–15-2-87–300.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

SENATE DEBATES

SENATE OF PAKISTAN

Saturday, the 14th December, 1985

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (State Bank Building), Islamabad, at 5.15 P.M. with Mr. Deputy Chairman (Makhdoom Muhammad Sajjad Hussain Qureshi) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QURAN)

أعوذ بالله من الشيطن الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

كَمَآ أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ ءَايٰتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ
وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ﴿١٥١﴾
فَاذْكُرُونِيٓ أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ﴿١٥٢﴾

ترجمہ: میں پناہ مانگتا ہوں، اللہ کی شیطان مردود سے۔ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے جیسا کہ ہم نے بھیجا ایک رسول تم میں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا۔ تو میری یاد کرو۔ میں تمہارا چرچا کروں گا اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو۔ (سورہ بقرہ رکوع اول آخری دو آیات)